EDITION 2020

اردو قواعد وانشا

مجلس تعلیمی امور ہند

مجلس جامعۃ المدینہ للبنین ہند

mswordcoverpages.com

کچھ باتیں

اردو قواعد وانشاکے عنوان سے ایک مختصر کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے ابتدامیں ارادہ تھاکہ طلبہ کی آسانی کے لیے نحو وصرف کے قواعد مثالوں کے ساتھ انہیں کی زبان میں پڑھا دیے جائیں جس سے جب وہ نحو و صرف کی ابتدا کریں تو عربی اصطلاحوں اور مثالوں سے اپنی زبان میں آشنا ہوں اور کسی حد تک اجنبیت کم ہو جائے، لیکن جب مواد کو ترتیب دیا تو کافی مواد جمع ہو گیا پھر بعض احباب کے مشورے پر انشا کا حصہ بھی ترتیب دیا گیا جواب کتابی شکل میں آپ کے سامنے ہے۔

اس کتاب کی ترتیب و تصحیح میں جن معززین نے ہمارا تعاون کیا اور اپنے قیمتی مشوروں سے اس کتاب ترتیب میں ہماری رہنمائی کی ۱:استاذ محمد حسین مصباحی جامعۃالمدینہ فیضان عطار ناگ پور موصوف نے اس کتاب کے پہلے حصے کو غور سے نہ صرف دیکھا بلکہ اصلاح و اضافہ بھی کیا ۲:استاذ عطاء المصطفٰے مصباحی جامعۃالمدینہ فیضان مفتی اعظم ہند شاہ جہاں پور انھوں نے کتاب دیکھی مشوروں سے نوازا پھر ہماری درخواست پر تعریفات کے انگلش نام بھی لکھ کر دیے ۳:استاذ شاداب برکاتی مصباحی جامعۃالمدینہ فیضان عطار ناگ پور موصوف نے اس کتاب کو اپنا قیمتی وقت نکال کر نہ صرف دیکھا بلکہ انشا کے حصے میں کافی اضافات و اصلاحات فرمائیں ۴:استاذ قمر الحسن صاحب جامعۃالمدینہ بنگلہ دیش موصوف نے کافی محنت سے پوری کتاب کو دیکھا اور اصلاح فرمائی نیز مسودے کی پرنٹ کے اخراجات اور پھر اسکین کی مشقت بھی برداشت کی ۵:استاذ فیضان سرور مصباحی جامعۃالمدینہ فیضان عطار نیپال موصوف نے بھی انشا کے حصے کو دیکھا اور اپنے مشوروں سے نوازا۔

ہم ان تمام احباب کے شکر گذار ہیں جنھوں نے کسی طرح بھی اس کتاب میں ہمارا تعاون کیا اللہ کریم ان سب کو اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے اور اس کتاب کو ہم سب کے حق میں صدقہ جاریہ بنائے۔آمین

آخر میں مؤدبانہ عرض ہے اگر اس کتاب میں آپ کو کوئی غلطی ملے یا کوئی مشورہ دینا چاہیں تو اس ای میل آئی ڈی tu.jamiaathind@gmail.com پر میل فرمادیں تاکہ ممکنہ صورت میں آئندہ ایڈیشن میں اس کو شامل کر لیا جائے جزاکم اللہ خیرا

مجلس تعلیمی امور ہند

مجلس جامعۃ المدینہ

2020-21

سبق نمبر ۱

لفظ (word)

انسان اپنی زبان سے جو کچھ بولتا ہے اسے لفظ کہتے ہیں جیسے آم ، قلم، کتاب ،مکہ ،مدینہ ایک سے زیادہ لفظ ہوں تو انہیں الفاظ کہتے ہیں۔

لفظ کیسے بنتے ہیں؟

ہم حروف تہجی کو جوڑتے ہیں تو لفظ بنتا ہے۔ جیسے:

آ + م = آم

م + ک + ہ = مکہ

م + د + ی + ن + ہ = مدینہ

ان تینوں مثالوں میں جب ہم نے حرف کو جوڑا تو ایک نیا لفظ بنا، لفظ دراصل آوازیں ہیں، جب ہم بات کرتے ہیں تو لفظ نکلتے ہیں جیسا کہ ہمیں معلوم ہے لفظ حروف تہجی (ا، ب، ت، ث وغیرہ) کے مجموعے کو کہتے ہیں جب ہم حرفوں کو آپس میں جوڑتے ہیں تو لفظ بنتا ہے۔

تعداد کے لحاظ سے بننے والے الفاظ

دو حرفی الفاظ:

دو حرفوں سے مل کر بننے والے لفظ کو "دو حرفی" لفظ کہتے ہیں۔ جیسے: حج، سب، کب، مل وغیرہ۔

سہ حرفی الفاظ:

تین حرفوں سے مل کر بننے والے لفظ کو "سہ حرفی" لفظ کہتے ہیں۔ جیسے: مکہ، پاک، نبی، نیک وغیرہ۔

چہار حرفی الفاظ:

چار حرفوں سے مل کر بننے والے لفظ کو "چار حرفی" لفظ کہتے ہیں۔ جیسے: نماز، زکوۃ، رسول وغیرہ۔

پنج حرفی الفاظ:

پانچ حرفوں سے مل کر بننے والے لفظ کو "پنج حرفی" لفظ کہتے ہیں۔ جیسے: مدینہ، مینار، بادام۔

سرگرمی

استاذ صاحب بورڈ میں اس طرح کے مختلف الفاظ الگ الگ لکھ کر پھر انہیں جوڑ کر سمجھائیں۔

تمرین

طلبہ تمام طرح کے الفاظ کی تین تین مثالیں اپنی کاپی میں لکھ کر لائیں۔

سبق نمبر ۲

لفظ کی قسمیں

ہر لفظ کا ایک معنی ہوتا ہے، لیکن کچھ الفاظ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا کوئی معنی نہیں ہوتا اس لحاظ سے لفظ کی دو قسمیں ہیں:

لفظ موضوع، لفظ مہمل۔

لفظ موضوع (meaningful word): جن کا کوئی معنی اور مطلب ہو۔ جیسے: بات، قلم، کتاب، کباب وغیرہ اس کا دوسرا نام کلمہ بھی ہے۔

لفظ مہمل (meaningless word): جن کا کوئی مطلب نہیں ہوتا بلکہ انہیں معنی دار لفظ کے ساتھ کلام میں خوبصورتی پیدا کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے: ولم، وتاب، وباب وغیرہ۔

اگر آپ غور کریں تو اوپر دی گئی مثالوں میں ولم، وتاب، وباب کا کوئی معنی نہیں کیوں کہ یہ مہمل ہیں انہیں کلام میں خوبصورتی کے لیے قلم، کتاب اور کباب کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے۔

سرگرمی

استاذ صاحب بورڈ پر کم از کم 26 مثالیں موضوع اور مہمل الفاظ کی لکھوائیں اور ہر طالب علم سے ایک مثال ضرور پوچھیں۔

سبق نمبر ۳

زمانہ کے اعتبار سے لفظ کی تقسیم

کلمہ : معنی دار الفاظ کو کہتے ہیں ہم اپنے مطلب کے اظہار کے ل لیے بے شمار الفاظ استعمال کرتے ہیں۔اردو زبان میں یہ تین طرح کا ہوتا ہے اسم، فعل، حرف۔

اسم (noun):

سب سے پہلے ہم اسم کو سمجھتے ہیں اسم وہ کلمہ جو کسی شخص، چیز یا کیفیت کا نام ہو، یا نام کی جگہ استعمال ہوتا ہوا اسم کہلاتا ہے۔ جیسے :

1: ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ 2: مسجد نبوی مدینہ میں ہے۔

3: شیر جنگل کا راجہ ہے۔ 4: کبوتر خوبصورت ہے۔

5: کتاب میز پر ہے۔ 6: میں آج بہت خوش ہوں۔

اوپر دیے گئے جملوں میں خط کشیدہ (انڈر لائن) کیے ہوئے الفاظ اسم ہیں کیونکہ وہ کسی شخص، جگہ یا چیز کا نام ظاہر کر رہے ہیں۔

مزید مثالیں:

شیر ،کتا ، بلی ، خوشی ، مکہ ، مدینہ ، انسان ، کتاب ، قلم، لڑکا ، لڑکی ، موبائل، مسجد، عیدگاہ، روزہ، حج ، کعبہ، رسول ، حامد، شاہد، برتن، ٹوپی، عمامہ، کرتہ، پاجامہ، لباس، لائٹ پنکھا، بورڈ، ڈیسٹر، مارکر۔

تمرین

ہر طالب علم اپنی کاپی میں اسم کی دس مثال لکھ کر لائے

مندرجہ جملوں میں اسم الگ الگ کیجیے

1: عربی میٹھی زبان ہے۔ 2: مسجد صاف ہے۔ 3: حامد کھڑا ہے 4: احمد کھیل رہا ہے۔ 5: لڑکا نماز پڑھ رہا ہے۔

سبق نمبر ۴

اسم کی اقسام (معنی کے لحاظ سے)

آپ جانتے ہیں ،لڑکا اور مسجد ایسے نام ہیں جو ہر لڑکے اور ہر مسجد کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ لیکن حامد، احمد، شاہد ہر لڑکے کو نہیں بولتے، اسی طرح کنزالایمان ہر مسجد کو نہیں بولتے نہ ہر شہر کو دہلی بولتے ہیں اس طرح ہمیں پتہ چلا کہ کچھ اسم عام ہوتے ہیں اور کچھ خاص۔

اسم عام (نکرہ) (common noun):

وہ اسم جو کسی عام چیز، عام شخص یا عام جگہ کے لیے بولا جائے اس کو نکرہ بھی بولتے ہیں جیسے لڑکا، کوئی کتاب، قلم، شہر، اجتماع، شیر طوطا۔ کبوتر، موبائل، کمپیوٹر، مذاکرہ وغیرہ

معرفہ (اسم خاص) (proper noun):

ایسا اسم جو کسی خاص شخص، خاص جگہ یا خاص چیز کے ل لیے بولا جائے۔ جیسے: قرآن مجید، مدینہ منورہ ، فیضان مدینہ، امیر اہل سنت۔ حاجی عبید رضا عطاری، مدنی چینل، مدنی مذاکرہ. مدنی مرکز وغیرہ۔

تمرین

نکرہ اور معرفہ الگ کریں

1: ہم مدینہ جا رہے ہیں۔ 2: میز کی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی۔ 3: دہلی دارالحکومت ہے۔ 4: یہ قلم اچھا ہے 5۔: امیر اہل سنت دعوت اسلامی کے بانی ہیں 6۔: باغ میں پھول ہیں۔ 7: استاذ کمرے میں نہیں۔

سبق نمبر ۵

اسم معرفہ کی اقسام

اسم معرفہ کی پانچ مشہور قسمیں ہیں:

1: اسم علم (personal noun) 2: اسم ضمیر (pronoun) 3: اسم اشارہ (demonstrative noun) 4: اسم موصول (relative noun) 5: اسم استفہام (interrogative noun)

ان میں اردو میں سب سے زیادہ استعمال ہونے والی دو قسمیں ہیں: اسم علم اور اسم ضمیر۔

اسم علم: وہ اسم ہے جو کسی شخص کی پہچان کے لیے علامت کا کام دے یا جو لوگوں کی پہچان کے لیے بولا جاتا ہے۔ جیسے: احمد رضا، مصطفے رضا، الیاس قادری، مجدد اعظم، مفتی اعظم، حافظ ملت، شارح بخاری، امیر اہل سنت، نگران شوری، غلام غوث، ریحان، فرحان وغیرہ

نوٹ: لقب، خطاب، کنیت، تخلص، عرفی نام سب اسی کے تحت آتے ہیں۔

تمرین

درج ذیل جملوں میں سے اسم علم کے گرد دائرہ بنائیں۔

1: امام غزالی ایک مشہور بزرگ گزرے ہیں۔ 2: احمد نے صف اول میں نماز پڑھی۔ 3: اعلی حضرت بارہویں صدی ہجری کے مجدد تھے۔ 4: مجھے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار ہے۔ 5: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھا جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔ 6: حضرت عائشہ ام المومنین نہایت سخی اور عبادت گزار خاتون تھیں۔

سبق نمبر ٦

اسم ضمیر

اسم ضمیر: وہ کلمہ ہے جو کسی اسم کی جگہ استعمال کیا جائے تاکہ اسم کو بار بار دہرانا نہ پڑے مثلاً: وہ، تم، تو، آپ وغیرہ۔ جیسے: احمد آیا، اس نے سبق پڑھا اور وہ چلا گیا۔ اس میں "اس" اور "وہ" دونوں ضمیریں ہیں، جو احمد کی جگہ استعمال کی گئی ہیں ضمیر جس کی جگہ استعمال کی جاتی ہے اسے مرجع کہتے ہیں جیسے اوپر والی مثال میں احمد ہے۔

سوال: ضمیر کیوں استعمال کرتے ہیں؟

جواب: ضمیر اس لیے استعمال کرتے ہیں کیونکہ تحریر یا تقریر میں ایک نام کو بار بار استعمال کرنا اچھا نہیں سمجھا جاتا

وہ ضمیر جو کسی شخص کے لئے استعمالی کی جاتی ہے اسے "ضمیر شخصی" (personal pronoun) کہتے ہیں اس کی تین صورتیں ہیں:

1: بات کرنے والا اپنے لیے جو ضمیر استعمال کرتا ہے اسے ہم ضمیر متکلم (first person) کہتے ہیں۔ جیسے: میں، ہم، میرا، ہمارا وغیرہ

2: بات کرنے والا سامنے موجود شخص کے لیے جو ضمیر استعمال کرتا ہے اسے ہم ضمیر حاضر (second person) کہتے ہیں۔ جیسے: تو، تم، آپ۔

3: بات کرنے والا غیر موجود شخص کے لیے جو ضمیر استعمال کرتا ہے اسے ہم ضمیر غائب (third person) کہتے ہیں۔ جیسے: وہ، اس، ان، ان کا وغیرہ۔

ضمیر شخصی فاعلی حالت میں ہوتی ہے یا مفعولی حالت میں ہوتی ہے اس کی وضاحت نیچے دئے گئے چارٹ سے ہو جاتی ہے۔

ضمیر	فاعلی حالت (subjective personal pronoun)	مفعولی حالت (objective personal pronoun)
میں	میرا	مجھے
ہم	ہمارا	ہمیں
تو	تیرا	تجھے
تم	تمہارا	تمہیں
وہ	اس کا/اس کی	اسے
وہ	ان کا/ان کی	انہیں

درج ذیل جملوں میں ضمیر کی نشاندہی کیجیے۔

1: اے اللہ! تو مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ 2: احمد دہلی کا رہائشی ہے مگر وہ آج کل اجمیر میں مقیم ہے۔ 3: قرآن پاک اللہ کا کلام ہے وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا۔ 4: فیضان سنت امیر اہل سنت کی کتاب ہے اس کے کئی حصے ہیں۔

سبق نمبر۷

اسم موصول

اسم موصول: وہ اسم ہے جسے کسی جملے کے ساتھ ملائے بغیر اس کے معنی سمجھ میں نہ آئیں۔ مثلا: جو، جو کوئی، جس، جسے، جنہیں، جنہوں، جو کچھ، جو چیز۔ قواعد میں اسے "ضمیر موصولہ" کہتے ہیں۔

صلہ: (principal clause) اسم موصول کے بعد مطلب واضح کرنے کے لیے جو جملہ آتا ہے اسے صلہ کہتے ہیں۔

جوابِ صلہ: (subordinate clause) اسم موصول اور صلہ کے بعد جو دوسرا جملہ بات کو مکمل کرنے کے لیے لایا جاتا ہے اسے جوابِ صلہ کہتے ہیں۔ مثلا: جو محنت کرتا ہے کامیاب ہو جاتا ہے۔ اس میں "جو" موصول "محنت کرتا ہے" صلہ اور "کامیاب ہو جاتا ہے" جوابِ صلہ ہے۔

تمرین

درج ذیل جملوں میں موصول، صلہ اور جوابِ صلہ کی پہچان کریں۔

1: جو والدین کا ادب نہیں کرتے وہ ہمیشہ ناکام رہتے ہیں۔ 2: جس کو علم حاصل کرنا ہے مدرسے جائے۔ 3: جو آم پسند آئے توڑ لو۔ 4: تم جس دن چاہو آ جاؤ۔ 5: جو نماز پڑھتے ہیں وہ نیک بخت ہیں۔

سبق نمبر ۸

اسم اشارہ

اسم اشارہ: وہ اسم ہے جو دور اور نزدیک کی کسی چیز، جگہ یا شخص کی طرف اشارہ کرے، اشارے دو طرح کے ہو سکتے ہیں یعنی قریب اور دور جیسے وہ، یہ، اُس، اِس، اُن، اِن، اسے ۔قریب کی چیز کے لیے "یہ، اِس، اِن، اِسے "اور دور کی چیز کے لیے "وہ، اُنہیں، اُس "استعمال کیا جاتا ہے۔

جس چیز کی طرف اشارہ کیا جائے اسے مشار الیہ کہتے ہیں۔

اسم اشارہ اور اسم ضمیر میں فرق

اسم اشارہ اور اسم ضمیر میں چند طرح سے فرق ہے

1: اسم اشارہ میں کسی شخص یا چیز کی طرف آنکھ یا ہاتھ سے اشارہ کیا جاتا ہے جب کہ اسم ضمیر میں کسی چیز کی طرف دل سے اشارہ کیا جاتا ہے ۔

2: اسم اشارہ کے بعد اس اسم کو لانا ضروری ہے، جس کی طرف اشارہ کیا جارہا ہوتا ہے اسے مشار الیہ کہتے ہیں اسم ضمیر کے بعد کوئی اسم نہیں آتا بلکہ خود ضمیر اس کی جگہ استعمال ہوتی ہے۔

تمرین

درج ذیل جملوں میں مناسب اسم اشارہ لگائیں۔

1: ---------لڑکے نماز پڑھ رہے ہیں۔ 2: ---------کتاب میری ہے۔ 3: ----------آدمی کے پاس میرا قلم ہے۔ 4: ----------بچہ رو رہا ہے۔ 5: --------------لڑکوں کو بلاو

اسم استفہام:

وہ اسم ہے جس سے بات پوچھی جائے یا سمجھی جائے اس کے لئے کون، کس، کتنا، کیسا وغیرہ کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں جیسے یہ قلم کس کا ہے؟۔ یہ کتاب کتنے کی ہے ؟۔

سبق نمبر ۹

نکرہ (اسم عام) کی بھی چند مشہور قسمیں ہیں :

1:اسم ذات 2:اسم فاعل 3:اسم مفعول 4:اسم حالیہ 5:اسم معاوضہ 6:اسم صفت 7:اسم حاصل مصدر

اسم ذات : وہ اسم ہے جس کے ذریعے ایک شی کی پہچان دوسری شی سے الگ سمجھی جائے۔ مثلا: رات،دن،بچہ ،لڑکا۔

اسم ذات کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

اسم جنس: جو الفاظ کسی چیز کی جنس بتائیں انہیں اسم جنس کہا جاتا ہے جیسے بکری، گھوڑا، طوطا، مرغی وغیرہ۔

اسم ظرف : ظرف کے معنی برتن کے ہیں اور گنجائش کے بھی اسم ظرف وہ اسم ہے جو جگہ یا وقت کا معنی دے۔مثلاً: باغ، مسجد، اسکول، صبح، شام، دن، رات۔

اسم ظرف کی دو قسمیں ہیں:-

اسم ظرف مکان: وہ اسم جو کسی جگہ یا مقام کے لیے بولا جائے اسے اسم ظرف مکان کہتے ہیں۔ جیسے: دہلی ، لکھنو، مدرسہ ، مسجد، کمرہ، اسپتال، سڑک وغیرہ۔

اسم ظرف زمان: وہ اسم جو وقت یا زمانہ کو ظاہر کرے۔ جیسے: صبح، شام، دوپہر، منٹ، کل، گھنٹہ، منٹ، سال وغیرہ۔

اسم آلہ : وہ اسم جو کسی اوزار یا ہتھیار کا نام ہو یا کسی ایسی چیز کا نام ہو جس سے کام کیا جاتا ہے۔ مثلاً سوئی، چاقو، ریتی، وغیرہ۔

اسم تصغیر یا مصغر: بڑی چیز کو چھوٹا ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہونے والے اسم کو مصغر یا تصغیر کہتے ہیں۔ جیسے: ڈبیا ،دکھڑا، مکھڑا، باغیچہ وغیرہ۔

اسم جمع: ایسے الفاظ جو واحد کے مفہوم میں جمع کو ظاہر کریں اسم جمع کہلاتے ہیں۔ مثلاً: قطار، جماعت، گروہ، پارٹی ، قافلہ وغیرہ۔

جمع اور اسم جمع میں بنیادی فرق

یہ ہے کہ جمع کے مقابلے میں واحد موجود ہوتا ہے مثلاً: مدارس کا واحد مدرسہ اور عبارات کا واحد عبارت ہے لیکن اسم جمع کا واحد نہیں ہوتا اور اس کا فعل واحد آتا ہے، البتہ واحد کی طرح اسم جمع کی بھی جمع بنا لیتے ہیں اس صورت میں فعل بھی جمع آئے گا جیسے محفل سے محافل، مجلس سے مجالس وغیرہ۔

نوٹ: باقی قسموں پر گفتگو اگلی اقسام میں آرہی ہے۔

سبق نمبر ۱

اسم کی بناوٹ کے اعتبار سے قسمیں

1:اسم جامد(static noun) 2:اسم مصدر(infinitive noun) 3:اسم مشتق(derivative noun)

اسم جامد: وہ اسم جو نہ خود کسی سے بنا ہو نہ اس سے کوئی دوسرا اسم بنے۔ جیسے: اینٹ؛ چٹان، مدینہ، مکہ، دہلی، دولت، چٹائی، نل، بستر وغیرہ۔

اسم مصدر: جو خود تو کسی سے نہ بنے مگر اس سے بہت سے اسم اور فعل بنیں۔ جیسے: لکھنا سے لکھنے والا، لکھا۔ لکھتا ہے، لکھے گا وغیرہ۔

اردو زبان میں "نا" مصدر کی علامت مثلاً جاگنا، اٹھنا، بیٹھنا، لیکن کچھ الفاظ ایسے بھی ہیں جن کے آخر میں ''نا'' آتا ہے لیکن وہ مصدر نہیں ہوتے۔ جیسے: گنا، کانا، بچھونا، چونا، تانا، بانا، سونا (دھات) یہ مصدر نہیں ہیں۔

سبق نمبر ۱۱

مصدر کی قسمیں

مصدر لازم (intransitive infinitive): وہ مصدر ہے جس سے بنے ہوئے تمام افعال لازم ہوں اور وہ فعل جو صرف فاعل کو چاہے فعل لازم کہلاتا ہے جس مصدر سے یہ فعل بنے گا وہ مصدر بھی لازم ہوگا۔ جیسے: آنا، جانا، چلنا، دوڑنا، ہنسنا، رونا، بھاگنا، سونا، جاگنا، اچھلنا کودنا وغیرہ سب فعل لازم ہیں

مصدر متعدی (transitive infinitive): وہ مصدر ہے جس سے متعدی افعال بنتے ہیں، متعدی فعل وہ ہے جو فاعل کے علاوہ مفعول کو بھی چاہے جن مصادر سے یہ متعدی افعال بنیں گے وہ مصدر متعدی ہوں گے۔ جیسے: لکھنا، پڑھنا، کھانا، پینا، پیٹنا، دوڑانا،

لانا، بھگانا، اچھالنا، دیکھنا، سننا وغیرہ سب متعدی افعال ہیں۔

نوٹ: یاد رہے مصدرِ لازم کو مصدر متعدی بنا لیتے ہیں۔

اسم مشتق: اسم مشتق ایسے اسم کو کہتے ہیں جو مصدر سے بنا ہو لیکن پھر اس سے کوئی لفظ نہ بنے۔ جیسے: لکھنا سے لکھنے والا، لکھنے والی، لکھتا ہوا الفاظ بنتے ہیں لیکن آگے ان سے کوئی لفظ نہیں بنتا۔

سبق نمبر ۱۲

اسم مشتق کی قسمیں

ا:اسم فاعل (present participle) 2:اسم مفعول(past participle) 3:اسم حالیہ(adverb) 4:اسم حاصل مصدر (drived infinitive noun) 5:اسم معاوضہ (compensation noun)

اسم فاعل: ایسا اسم ہے جو کسی کام کرنے والے کے لیے استعمال ہو مگر اس کا اصلی نام نہ ہو۔ جیسے: کھلاڑی، مالی، کھانے والا۔پینے والا، دوڑنے والا وغیرہ۔

اسم فاعل کی قسمیں:

اسم فاعل قیاسی: جو مصدر کے مطابق قاعدے سے بنایا جائے۔ جیسے: لکھنے والا، پڑھنے والا۔

اسم فاعل سماعی: عام طور پر بے قاعدہ ہوتے ہیں، اہل زبان جس طرح مصدر سے اسم بنالیں، اسی طرح استعمال کیا جاتا ہے۔مثلاً کوئی چیز رکھنے والے کو رکھوالا اور لوٹنے والے کو لٹیرا کہا جاتا ہے۔

فاعل اور اسم فاعل میں فرق

اسم فاعل مصدر سے بنا ہوا ہوتا ہے جیسے سننا سے سننے والا یا اس کے ساتھ فاعلی علامت لگی ہوتی ہے۔مثلا: ”گاڑی بان“میں ”بان“علامت فاعلی ہے۔

اس کے بر عکس فاعل ہمیشہ جامد اور کسی کام کرنے ولے کا نام ہوتا ہے۔مثلا: احمد نے سنا اس جملے میں احمد فاعل ہے مگر سنا فعل کی نسبت سے احمد کو سننے والا کہا جائے تو یہ اسم فاعل ہوگا۔

سبق نمبر ۱۴

اسم مفعول

اسم مفعول: وہ اسم مشتق ہے جو اس شخص یا چیز کو بتائے جس پر کام واقع ہو چکا ہو یا مفعول کی جگہ استعمال ہو۔

جیسے: لکھنا سے لکھا ہو، سنا سے سنا ہوا، آزمانا سے آزمایا ہوا، دیکھنا سے دیکھا ہوا۔

اسم مفعول بھی دو طرح کے ہوتے ہیں: اسم مفعول قیاسی اور اسم مفعول سماعی۔

مفعول اور اسم مفعول کا فرق

اسم فاعل کی طرح اسم مفعول بھی مصدر سے بنتا ہے یا اس کے ساتھ مفعولی علامت لگی ہوتی ہے لیکن مفعول مصدر سے نہیں بنایا جاتا اور عام طور پر یہ کسی شخص یا چیز کا نام ہوتا ہے۔

دوسرے لفظوں میں فعل کی مناسبت سے مفعول کو جو نام دیا جائے وہ اسم مفعول کہلاتا ہے۔ مثلاً: ہم نے قرآن پاک پڑھا۔ اس میں قرآن پاک مفعول ہے لیکن "پڑھا" فعل کی نسبت سے قرآن پاک (مفعول) کو پڑھا ہوا کہا جائے تو اس صورت میں یہ اسم مفعول ہوگا۔

سبق نمبر ۱۵

اسم حالیہ (حال)

وہ اسم مشتق ہے جو کسی فاعل یا مفعول کی حالت بیان کرے۔ جیسے: وسیم ہنستا ہوا آیا، طیب نے بلال کو پڑھتے ہوئے دیکھا۔ بچی روتے روتے سو گئی۔ پہلے جملے میں ''ہنستا ہوا'' فاعل وسیم کی حالت بیان کر رہا ہے دوسرے جملے میں ''پڑھتا ہوا'' طیب مفعول کی حالت بیان کر رہا ہے۔ تیسرے جملے میں ''روتے روتے'' بچی فاعل کی حالت بیان کر رہا ہے، اسی طرح ٹہلتا ٹہلتا، ہنستے ہوئے، ڈورتے ہوئے یہ سب حال کی مثال ہیں۔

جس اسم کی حالت ظاہر ہو اسے ذوالحال کہتے ہیں۔ جیسے: اوپر دی گئی مثالوں میں وسیم، طیب، بچی ذوالحال ہیں۔

اسم معاوضہ: وہ الفاظ ہیں جو کسی کام کی اجرت یا عوض کو ظاہر کریں۔ جیسے: سلائی، پسوائی وغیرہ۔

اسم حاصل مصدر: وہ اسم ہے جو مصدر تو نہ ہو لیکن مصدر کا معنی اور اثر ظاہر کرے۔ جیسے: جلنا سے جلن، چلنا سے چلن، دکھنا سے دکھن، لگنا سے لگن، چبھنا سے چبھن وغیرہ۔

سبق نمبر ١٦

اسم صفت (adjective)

اسم نکرہ کی ایک قسم ہے یہ وہ اسم ہے جس سے کسی کی اچھی یا بری صفت (حالت) ظاہر کی جائے۔ جیسے: شیر بہادر جانور ہے، گلاب کے پھول سرخ ہیں،اس باغ کے آم بہت میٹھے ہیں،اکبر بڑا بھائی ہے اور اصغر چھوٹا،ہمیں اچھے لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا چاہیے۔ ان مثالوں میں بہادر، سرخ، میٹھے، چھوٹا، بڑا،اچھے اسم صفت ہیں کیونکہ ان کے ذریعے سے کسی شخص یا چیز کی خوبی، حالت، خصوصیت یا کیفیت بیان کی جارہی ہے۔

اسم موصوف

اسم صفت کے ذریعے جس چیز کی حالت، کیفیت یا خصوصیت بیان کی جاتی ہے اسے اسم موصوف کہتے ہیں: جیسے اوپر کی مثالوں میں شیر، گلاب، آم وغیرہ اسم موصوف ہیں۔

صفت مشبہ

ایسا اسم صفت ہے جو موصوف کی ذات اور حقیقت سے تعلق رکھے۔ جیسے: شریف، بخیل، رذیل، موٹا، پتلا، سرخ، سیاہ یہ صفات موصوف کی ذات میں مستقل رہتی ہیں انہیں صفت ذاتی بھی کہتے ہیں۔

سبق نمبر ۱۷

واحد اور جمع (singular and plural)

واحد (singular): وہ اسم ہے جو ایک چیز کے لیے بولا جائے۔ جیسے : لڑکا ، بچہ ، لڑکی، کتاب ، کرسی

، مرغی۔ پرندہ وغیرہ۔

جمع (pluaral): وہ اسم ہے جو ایک سے زیادہ چیزوں کے ل لیے بولا جائے ۔ جیسے : لڑکے

، بچے، کتابیں، کرسیاں، پرندے، مرغیاں وغیرہ۔

اردو زبان میں عربی الفاظ اور ان کی جمع کثرت سے استعمال ہوتی ہیں عربی میں جمع کے لئے وزن

مقرر ہے جو اس وزن پر آئے گا جمع بن جائے گا۔

سبق نمبر ۱۸

تذکیر وتانیث (جنس) (gendar)

جنس کے لحاظ سے اسم کی دو قسمیں ہوتی ہیں :

مذکر (male): وہ اسم جو نر کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جیسے بیٹا، والد، شیر ، ماموں۔

مونث (female): وہ اسم جو مادہ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جیسے بیٹی، والدہ، شیر نی، ممانی وغیرہ۔

سبق نمبر ۱۹

فعل، فاعل، مفعول

فعل (verb): کام کو کہتے ہیں۔

فاعل (subject): جو کام کرنے والا ہے۔

مفعول (object): جس پر کام کیا جائے۔

مثالیں: اب انہیں مثالوں میں سمجھیں۔

1: حمزہ نے کپڑے خریدے۔ اس مثال میں حمزہ (فاعل) کپڑے (مفعول) اور خریدے (فعل) ہے۔

2: افضل بازار جارہا ہے۔ اس میں افضل (فاعل) ہے۔ بازار (مفعول) اور جارہا ہے (فعل) ہے۔

3: کل امی نے مزیدار بریانی بنائی۔ امی (فاعل) بریانی (مفعول) اور بنائی (فعل) ہے۔

4: اس نے کھانا کھایا۔ اس (فاعل) کھانا (مفعول) کھایا (فعل) ہے۔

وضاحت: حمزہ نے کیا کام کیا؟ خریدے۔ کیا چیز خریدی؟ کپڑے۔ جو کام کر رہا ہے وہ "حمزہ" ہے۔ کیا خریدا؟ کپڑے اور کام کیا ہوا؟ خریدے۔

کتاب پھٹ گئی اس مثال میں کیا کام ہوا؟ پھٹنا لہٰذا پھٹنا فعل ہے اور پھٹنے کا کام کس نے کیا؟ کتاب نے تو کتاب فاعل ہوئی۔

اردو زبان کے ہر جملے میں پہلے فاعل پھر مفعول اور آخر میں فعل آئے گا۔ لیکن عربی زبان میں پہلے فعل پھر فاعل اور آخر میں مفعول آتا ہے۔

مندرجہ ذیل جملوں میں سے فعل، فاعل اور مفعول الگ کریں۔

1: سعد کتاب پڑھ رہا ہے 2: امی نے بریانی بنائی 3: بچے کھیل رہے ہیں 4: ابو دفتر کا کام کر رہے ہیں 5: مالی پودوں کو پانی دے رہا ہے۔ 6: بارش ہو رہی ہے 7: ستارہ ٹوٹ گیا 8: مدنی سو گیا 9: میں گھر جا رہا ہوں 10: ابو بلا رہے ہیں

فعل کی مزید مثالیں: آپ جان چکے ہیں وہ لفظ جس سے کسی کام کا کرنا یا ہونا ظاہر ہوا سے فعل کہتے ہیں لکھا، پڑھا، اٹھا، گیا، بھاگا، آیا، آئے گا، جائے گا، رویا، ہنسا، کودا، کھیلا، دوڑا، سویا، جاگا، پکڑا، چھوڑا، اٹھایا، رکھا، دیا، لیا، بڑھا، گرا، اٹھتا ہے، جاتا ہے، کرتا ہے، لڑتا ہے، توڑے گا، جوڑے گا، بات کرے گا وغیرہ سب فعل ہیں۔

سبق نمبر ۲۰

فعل کا تعلق زمانے کے ساتھ ہوتا ہے اور زمانے تین ہیں :

زمانہ ماضی (past tense) : جو گزر چکا اسے زمانہ ماضی کہتے ہیں۔ جیسے : طاہر نے نماز پڑھی۔

زمانہ حال (present tense) : وہ زمانہ جو موجود ہے اسے حال کہتے ہیں جیسے زکوۃ دے رہا ہے۔

زمانہ مستقبل (future tense) : وہ زمانہ جو آئندہ آئے گا جیسے، حامد روزہ رکھے گا۔

فعل کی قسمیں

1: فعل ماضی (past tense) 2: فعل حال (present tense) 3: فعل مستقبل (future tense)

5: فعل امر (command imperative) 6: فعل نہی (forbidding imperative)

7: فعل لازم (intransitive verb) 8: فعل متعدی (transitive verb) 9: فعل معروف (active voice) 10: فعل مجہول (passive voice) 11: فعل تام (perfect verb) 12: فعل ناقص (defective verb)

یہ یاد رہے فعل کے فاعل کی بھی مختلف حالتیں ہوتی ہیں مثلاً: غائب، حاضر، متکلم پھر واحد ہو گا یا تثنیہ یا جمع۔

سبق نمبر ۲۲

فعل ماضی : وہ فعل ہے جس میں کسی کام کا کرنا یا ہونا گزرے ہوئے زمانے میں معلوم ہو مثلاً: مالی نے پودوں کو پانی دیا، میں نے مدرسے کا کام کیا، بکر نے خط لکھا، اسحٰق نے سبق پڑھا ان مثالوں میں "دیا" "کیا" "لکھا" "پڑھا" فعل ماضی ہیں۔

فعل ماضی کی مندرجہ ذیل قسمیں ہیں

1: فعل ماضی مطلق 2: فعل ماضی قریب 3: فعل ماضی بعید 4: فعل ماضی استمراری

5: فعل ماضی شکی 6: فعل ماضی شرطی یا تمنائی

فعل ماضی مطلق: ایسا فعل ہے جس میں گزرا زمانہ تو موجود ہو لیکن یہ معلوم نہ ہو کی تھوڑا زمانہ گزرا ہے یا زیادہ جیسے : خالد آیا، بکر رویا، خالد نے خط لکھا۔

ماضی قریب : ایسا فعل ہے جس میں قریب کا گزرا زمانہ معلوم ہو ۔ جیسے خالد آیا ہے، ندیم جاگا ہے، اس نے پڑھا ہے، احمد گیا ہے۔

فعل ماضی بعید: ایسا فعل جس میں دور کا گزرا ہوا زمانہ پایا جائے۔ جیسے : خالد آیا تھا، انس نے خط لکھا تھا، زید بیان کر رہا تھا۔

فعل ماضی استمراری: جس میں گزرے ہوئے زمانے میں کسی کام کا مسلسل لگاتار ہونا معلوم ہو۔ جیسے : زید پڑھ رہا تھا، خوشتر لکھتا تھا، شاہد آتا تھا۔

فعل ماضی شکی/احتمالی: جس میں گزرا ہوا زمانہ شک کے ساتھ پایا جائے ۔ جیسے : خط آیا ہوگا، بیان ختم ہو گیا ہوگا، سبق شروع ہو گیا ہوگا۔

فعل ماضی شرطی یا تمنائی: جس میں گزرا ہوا زمانہ شرط یا تمنا کے ساتھ پایا جائے۔ جیسے :اکبر آتا، ثقلین بھاگتا، رضوان دیکھتا۔

سبق نمبر ۲۳

فعل حال: جس میں کسی کام کا کرنا یا ہونا موجودہ زمانے میں معلوم ہو۔ جیسے: احمد لکھ رہا ہے، ابوذر پڑھ رہا ہے، حمزہ سو رہا ہے، شہزاد لکھ رہا ہے۔ احمد مدرسہ جا رہا ہے۔ ہم دعوت میں جا رہے ہیں۔

فعل مستقبل: جس فعل میں آنے والا زمانہ پایا جائے جیسے احمد پڑھے گا، خالد سنے گا، مدنی لکھے گا، ماجد دیکھے گا۔

فعل مضارع: جس میں موجودہ اور آئندہ دونوں زمانے پائے جائیں جیسے خالد لکھے، حامد پڑھے، حامد آئے۔

فعل امر: ایسا فعل جس میں حکم پایا جائے۔

زیادہ تر بڑے چھوٹوں کو حکم دیتے ہیں استاد طالب علم کو حکم دیتے ہیں یا ماں باپ اپنی اولاد کو حکم دیتے ہیں وغیرہ ۔ جیسے اکبر سن، خالد لکھ، احمد پڑھ، وقت پر کام کرو۔ بڑوں کا کہا مانو۔ تم میری بات سنو۔ اپنا سبق یاد کرو، میرے ساتھ بولو، پڑھیئے، لکھیے۔

فعل نہی: فعل نہی وہ فعل ہے جس میں کام کرنے سے منع کیا گیا ہو۔ پھول، مت توڑو جھوٹ نہ بولو، ادھر ادھر مت دیکھو،

فعل لازم: وہ فعل جو صرف فاعل کو چاہے جیسے زید ہنسا، گھوڑا دوڑا، ہنسا، دوڑا دونوں فعل لازم ہیں کیونکہ زید گھوڑا دونوں فاعل جن کو ذکر کر دینے کے بعد فعلوں کے معانی پورے ہو گئے، آیا، گیا، ہنسا، رویا، بھاگا وغیرہ سب فعل لازم ہیں۔

فعل متعدی: وہ فعل جو فاعل کے ساتھ مفعول کو بھی چاہے جیسے استاذ صاحب نے سبق پڑھایا اس جملے میں استاذ فاعل ہے جس کے ذکر کرنے کے بعد سبق جو مفعول ہے کہ ذکر کئے بغیر معنیٰ مکمل نہیں ہوتے جیسے پڑھا، لکھا، کھایا، پیا، بیٹھا، دیکھا سب فعل متعدی ہیں۔

فعل معروف: وہ فعل ہے جس کا فاعل معلوم ہو جیسے احمد آیا اس مثال میں "آیا" فعل معروف ہے جس کا فاعل احمد معلوم ہے۔

فعل مجہول: وہ فعل جس کا فاعل معلوم نہ ہو۔ جیسے: خط لکھا گیا اس جملے میں "لکھا گیا" فعل مجہول ہے کیونکہ اس کا فاعل معلوم نہیں، فعل مجہول ہمیشہ فعل متعدی سے بنتے ہیں فعل لازم سے مجہول نہیں بنتا۔

فعل تام: وہ فعل ہے کہ اگر فعل لازم ہے تو اس کا فاعل ذکر کر دینے کے بعد اس کا معنی مکمل ہو جائے۔ جیسے: سعید آیا اس مثال میں "آیا" فعل تام ہے "سعید" فاعل کو ذکر کر دینے کے بعد اس کے معنی پورے ہو گئے اور اگر فعل متعدی ہو تو فاعل اور مفعول دونوں کو ذکر کر دینے کے بعد اس کے معنی مکمل ہو جائیں جیسے: اسلم نے خط لکھا اس مثال میں "لکھا" فعل تام ہے کیونکہ "اسلم" فاعل اور مفعول "خط" کو ذکر کر دینے کے بعد اس کے معنی مکمل ہو گئے، یہ فعل تام کہلاتے ہیں۔

فعل ناقص: وہ فعل ہے جس کے ساتھ ایک اسم ذات ذکر کرنے کے بعد جب تک دوسرے اسم صفت کا ذکر نہ کیا جائے اس کے معنی مکمل نہ ہو۔ جیسے: ندیم نیک ہے اس مثال میں "ہے" فعل ناقص ہے ندیم کا ذکر کرنے کے بعد جب تک "نیک" اسم صفت کا ذکر نہیں کیا گیا اس کے معنی مکمل نہیں ہوئے فعل ناقص یہ ہیں: ہے، ہیں، ہوا، ہوئے، ہوگا، ہوگی، ہو گئی، تھیں، رہا، بنا، سہی وغیرہ۔

سبق نمبر ۲۴

حرف:ایسا کلمہ ہے جو اکیلا تو کوئی واضح معنی نہیں رکھتا لیکن اسم کو اسم سے ملانے یا فعل کو اسم سے ملانے کے لیے استعمال کیا جائے۔ جیسے : نمازی مسجد میں ہیں۔اس جملے میں لفظوں کا تعلق ''میں'' کی وجہ سے ہے اگر یہ نہ ہو تو جملہ بے جوڑ ہو جائے اور ''میں'' حرف ہے

حرف کی قسمیں

حرف جار (preposition): وہ حروف ہیں جو فعل کا تعلق فاعل کے ساتھ اور اسم کا رابطہ خبر کے ساتھ پیدا کریں انہیں حرف جار یا جر کہتے ہیں اور جس اسم کے ساتھ وہ آتے ہیں انہیں ''اسم مجرور'' (object to preposition) کہتے ہیں۔ جیسے : کتابیں میز پر رکھ دو، وہ درجہ اولی میں پڑھتا ہے ان دونوں مثالوں میں ''پر'' اور ''میں'' حرف جار ہیں ''میز'' ''درجہ اولی'' مجرور ہیں ''سے، تک، لیے، واسطے وغیرہ بھی حرف جر ہیں۔

نوٹ :حروف جار اردو میں مجرور کے بعد آتے ہیں۔ جیسے: ''زید چھت پر ہے'' لیکن عربی میں مجرور سے پہلے آتے ہیں۔جیسے: '' زید فی الدار''(زید گھر میں ہے۔)

حرف عطف (conjections): جو دو جملوں یا دو اسموں کو اپس میں ملا دیں مثلا قلم و کتاب میں "و" حرف عطف ہے حرف عطف سے پہلے اسم کو معطوف علیہ اور دوسرے کو معطوف کہتے ہیں حروف عطف یہ ہیں ''و، پھر، اور۔

حرف تشبیہ (similes word): وہ حروف ہیں جو ایک چیز کو دوسری چیز جیسا ظاہر کرنے کے لیے استعمال کئے جاتے ہیں۔ جیسے : طرح، مانند، صورت، جیسا، ہو بہو وغیرہ۔

حروف تردید (objection word): وہ حروف ہیں جو دو چیزوں یا دو باتوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کے موقع پر بولے جاتے ہیں۔ یعنی ایسے حروف جو یہ ظاہر کرتے ہیں کہ دو باتوں یا دو چیزوں کے درمیان کسی ایک کا انتخاب کرنا ہے۔ مثلاً:

1: یا علم حاصل کرو یا ہنر۔

2: خوشی ہو یا غم خدا کا شکر ادا کرو۔

3: چاہے یہ لو چاہے وہ لو۔

حروف ندا (interjaculate words): بعض حروف ایسے ہوتے ہیں جو پکارنے کے لیے بولے جائیں۔ مثلاً: اے، یا، ارے، ابے، او، جی جیسے :

1: اے خدا! میرے مرشد کو سلامت رکھ۔

2: اوئے ! تم کیا کر رہے ہو۔

حروف تعجب(interjection): وہ حروف ہیں جو تعجب یا حیرت کے موقع پر بولے جائیں۔ مثلاً: اللہ، اف، آ یا، واہ بھئی واہ،
زبردست، کیا بات ہے، سبحان اللہ وغیرہ۔ جیسے:

1: افوہ! کل پھر ہڑتال ہے۔

2: سبحان اللہ! کیا خوبصورت پھول ہے۔

حروف تاکید(emphases word): وہ حروف ہیں جن سے بات میں زور پیدا ہو۔ مثلاً: ضرور، ہرگز، کبھی، بالکل۔ جیسے:

1: ہرگز تم ایسا نہ کرنا۔

2: یہ خبر بالکل غلط ہے۔

حروف استدراک: وہ حروف ہیں جو پہلے جملے میں آنے والی کسی بات کی وضاحت کے لیے دوسرے جملے میں استعمال ہوتے ہیں۔ یعنی پہلے جملے میں شبہ دور کرنے کے لئے اور دوسرے جملے میں استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً: لیکن، مگر ،البتہ، پر، وغیرہ جیسے:

1: میرے پاس وقت نہیں ہے لیکن میں کوشش کرتا ہوں۔

2: وہ بہت قابل ہے لیکن لاپرواہ ہے۔

حروف تاسف (sorry words): ایسے حروف ہیں جو غم یا رنج کے موقع پرکہے جائیں۔ مثلاً: ہائے ، افسوس، وغیرہ۔

1: افسوس! تم نے وقت کی قدر نہ کی۔

2: ہائے! میری کتاب کھو گئی۔

حروف تنبیہ(objurgation word): ایسے حروف ہیں جو ڈرانے یا خبردار کرنے کے موقع پر بولے جائیں۔
مثلاً: خبردار، دیکھنا، سنو تو، وغیرہ۔

سرگرمی

تمام حروف کی تین تین مثالیں کتاب کے علاوہ طلبہ سے بنوائیں اور درسگاہ میں سوال بھی کریں۔

سبق نمبر 24

متضاد الفاظ: ان الفاظ کو کہتے ہیں جو ایک دوسرے کے مخالف معنی میں استعمال کئے جائیں۔ جیسے: دکھ کا متضاد سکھ ہے۔ آباد کا برباد ہے۔

مترادف الفاظ: ایک ہی معنی رکھنے والے مختلف الفاظ آپس میں مترادف کہلاتے ہیں۔ جیسے: دکھ کا مترادف تکلیف ہے۔

سبق نمبر ۲۵

مرکب/کلام

دو یا دو سے زیادہ با معنی لفظوں کے مجموعے کو مرکب یا کلام کہتے ہیں۔ جیسے: میری کتاب، بچی نیک ہے۔

مرکب کی قسمیں: (الف) مرکب ناقص (ب) مرکب تام

(الف) مرکب ناقص: وہ مرکب ہے جس سے کہنے والے کا مقصد پورا نہ ہو اور بات سننے والے کی سمجھ میں پوری نہ آئے۔ جیسے: تیز گھوڑا، نیک آدمی، رات اور دن۔

ان مرکبات سے کہنے والے کا مقصد سننے والے کی سمجھ میں پوری طرح نہیں آتا۔

مرکب ناقص کی قسمیں:۔

(1) مرکب اضافی (۲) مرکب توصیفی (۳) مرکب عطفی (3) مرکب عددی (۵) مرکب اشاری (۲) مرکب جاری (2) مرکب تابع موضوع (۸) مرکب تابع مہمل

مرکب اضافی: دو اسموں میں تعلق پیدا کرنا اضافت کہلاتا ہے۔ مثلاً: محمود کی کتاب، خدا کا بندہ، مدرسے کے لڑکے، ان تینوں مجموعوں میں "کتاب" کا تعلق "محمود" سے "بندہ" کا تعلق "خدا" سے اور "لڑکے" کا تعلق "مدرسے" سے پیدا کیا گیا ہے۔

جس سے تعلق پیدا کیا گیا ہے وہ مضاف الیہ اور جس کا تعلق پیدا کیا گیا ہے وہ مضاف کہلائے گا۔ اسی مضاف الیہ اور مضاف کے مجموعے کو مرکب اضافی کہتے ہیں۔ اردو میں مضاف الیہ پہلے اور مضاف بعد میں آتا ہے۔ عربی اور فارسی میں مضاف پہلے اور مضاف الیہ بعد میں آتا ہے۔ کا، کی، کے اضافت کی علامت ہیں۔

اضافت کی قسمیں:

(ا) اضافت تملیکی (۲) اضافت تخصیصی (۳) اضافت توضیحی (۴) اضافت ظرفی (۵) اضافت بیانی (۶) اضافت تشبیہی (۷) اضافت استعاری (۸) اضافت ابنی (۹) اضافت بادنیٰ تعلق۔

اضافت تملیکی: ایسے دو لفظوں میں اضافت کرنا جن میں مضاف الیہ مالک اور مضاف مملوک ہو۔ جیسے: ندیم کا گھر، فوزی کی کتاب، بادشاہ کا ملک۔

اضافت تخصیصی: جس میں مضاف الیہ کی وجہ سے مضاف خاص ہو جائے۔ مثلاً: آم کا درخت، مدرسے کا لڑکا۔

اضافت توضیحی: ایسے لفظوں کا مجموعہ جس میں مضاف الیہ کی وجہ سے مضاف کی وضاحت ہو جائے۔ جیسے: جمعہ کا دن، رمضان کا مہینہ۔

اضافت ظرفی: جس میں مضاف الیہ اور مضاف میں سے ایک ظرف دوسرا مظروف ہو۔ جیسے: پانی کا کنواں، دودھ کا گلاس۔

اضافت بیانی: جس میں مضاف اپنے مضاف الیہ سے بنا ہو۔ جیسے: چمڑے کا جوتا، مٹی کا برتن، سونے کی انگوٹھی۔

اضافت تشبیہ: مضاف الیہ اور مضاف میں تشبیہ کا تعلق ہو۔ جیسے: غصے کی آگ، نظر کا تیر، زلف کا سانپ۔

اضافت استعاری: جس میں مضاف کو مضاف الیہ کا حصہ سمجھ لیا جائے لیکن حقیقت میں وہ اس کا جز نہیں ہوتا۔ جیسے: عقل کے ناخن، ہوش کے قدم۔

اضافت ابنی: مضاف الیہ اور مضاف میں باپ ماں یا بیٹے کا تعلق ہو۔ جیسے: عیسی مریم۔

اضافت بادنی تعلق: جس میں مضاف الیہ اور مضاف میں معمولی تعلق ہو۔ جیسے: ہمارا مدرسہ تمہارا ملک، میرا محلّہ۔

مرکب توصیفی: وہ مرکب ہے جس میں اسم کے ساتھ اس کی صفت بھی شامل ہو اس طرح صفت اور موصوف کے مجموعے کو مرکب توصیفی کہتے ہیں۔ مثلاً شریف آدمی، ٹھنڈا پانی، اردو میں صفت پہلے اور موصوف بعد میں آتا ہے لیکن عربی اور فارسی میں موصوف پہلے اور صفت بعد میں آتی ہے۔ جیسے: رجل کریم (شریف آدی)۔ مرد بزرگ (بڑا آدمی)

مرکب عطفی: وہ مرکب ہے جو دو اسموں کو آپس میں ملانے کا کام دیتا ہے۔ ان دو اسموں کو ملانے کے لیے اردو میں "اور" فارسی میں "و" استعمال ہوتا ہے انہیں حروف عطف کہتے ہیں۔ حرف عطف سے پہلے آنے والے اسم کو "معطوف الیہ" اور بعد میں آنے والے اسم کو "معطوف" کہتے ہیں۔ اس طرح یہ مرکب معطوف الیہ معطوف اور حرف عطف کا مجموعہ بھی کہلاتا ہے۔ مثلاً: اردو میں قلم اور دوات، سیب اور انگور اور فارسی میں صبح وشام، مرد وزن، شب وروز وغیرہ مرکب عطفی ہیں۔

مرکب عددی: وہ مرکب ہے جو کسی اسم کی تعداد یا گنتی کو ظاہر کرے جیسے: گیارہ کتابیں، بیس آم، چالیس جوتے، ان میں گیارہ، بیس اور چالیس اسم عدد ہیں، کتابیں آم اور جوتے معدود ہیں اس طرح اسے اسم عدد اور اسم معدود کا مجموعہ بھی کہا جاتا ہے۔

مرکب اشاری: وہ مرکب ہے جس میں کسی اسم کے لیے دور یا نزدیک کا اشارہ پایا جائے۔ جیسے: یہ مسجد قریب ہے وہ مدرسہ دور ہے۔ ان میں یہ اور وہ اسم اشارہ ہیں۔ مسجد اور مدرسہ مشار الیہ ہیں۔ اس طرح سے اسے اسم اشارہ اور اسم مشار الیہ کے مجموعے کا نام بھی دیا جاتا ہے۔

سبق نمبر ۲۶

مرکب تام: دو یا دو سے زیادہ بامعنی لفظوں کا ایسا مجموعہ جس سے کہنے والے کا مقصد پورا ہو جائے اور سننے والے کو بات سمجھ میں آ جائے۔ جیسے: سعید آیا، ناگ پور خوبصورت شہر ہے۔

اسناد: کسی چیز کو دوسرے کے لیے ثابت کرنا جیسے: سعید آیا میں "آیا" کو سعید کے لیے ثابت کیا گیا ہے۔ جسے ثابت کیا جائے مسند اور جس کے لیے ثابت کیا جائے وہ مسندالیہ کہلاتا ہے۔ مثلاً: اسلم نیک ہے۔ اس جملے میں نیک مسند اور اسلم مسندالیہ ہے۔ مسند اسم اور فعل ہو سکتا ہے لیکن مسندالیہ ہمیشہ اسم ہوتا ہے۔

مرکب تام کے دو حصے

1: مسند　　　　2: مسندالیہ

مرکب تام کی قسمیں: (۱) جملہ انشائیہ (۲) جملہ خبریہ

جملہ انشائیہ: وہ جملہ ہے جس میں فعل امر، فعل نہی، سوال، ندا، تمنا پائی جائے۔ جیسے: تو سبق پڑھ۔ اسلم شرارت نہ کر۔ کیا سعید نے کتاب پڑھی؟ اے اللہ رحم کر۔ کاش میں محنت کرتا۔ یہ تمام جملے انشائیہ ہیں۔

جملہ خبریہ: وہ جملہ جس میں کسی بات کی خبر دی جائے اور اس جملے کے بولنے والے کو جھوٹا یا سچا کہہ سکیں۔

جملہ خبریہ کی قسمیں: (۱) جملہ اسمیہ خبریہ (۲) جمل فعلیہ خبریہ –

جملہ اسمیہ خبریہ: وہ جملہ ہے جس میں مسند اور مسند الیہ دونوں اسم ہوں۔ مثلاً: سعید نیک ہے۔ اس جملے میں "نیک" اسم صفت مسند اور "سعید" اسم مسندالیہ ہے۔

جملہ اسمیہ کے اجزا: (۱) اسم یا مبتدا (۲) متعلق خبر (۳) خبر (۴) فعل ناقص

جیسے: سعید گھر میں موجود ہے۔ اس جملے میں سعید اسم یا مبتدا ہے اور گھر میں متعلق خبر ہے۔ موجود خبر اور "ہے" فعل ناقص ہے۔

جملہ فعلیہ خبریہ: وہ جملہ ہے جس میں مسند فعل ہو اور مسند الیہ اسم ہو۔ جیسے: اسلم نے قلم سے خط لکھا۔ اس جملے میں 'لکھا" مسند فعل ہے "اسلم" مسندالیہ ہے۔

جملہ فعلیہ کے اجزا: (۱) فعل (۲) فاعل (۳) مفعول (۴) متعلق فعل جیسے: اسلم نے قلم سے خط لکھا۔ اس جملے میں 'لکھا" فعل ہے۔ اسلم فاعل خط مفعول اور "قلم" سے متعلق فعل ہے۔

ترکیب نحوی کی تعریف: جملے کے اجزا کو الگ الگ کرنا اور ان کے باہمی تعلق کو ظاہر کرنا ترکیب نحوی کہلاتا ہے۔

سبق نمبر ۲۷

جنس اور عدد جنس (تذکیر۔تانیث)

درست جملہ بنانے فعل اور فاعل کی مطابقت جاننے کے لیے تذکیر و تانیث کے اصول و قواعد یاد رکھنا اور ان کی پابندی ضروری ہے۔

اردو میں اس کی صرف دو جنسیں ہیں۔مذکر اور مؤنث . یعنی ہر اسم چاہے وہ جان دار کے لیے ہو یا بے جان کے لیے وہ یا تو مذکر ہوگا یا مؤنث۔مذکر "نر" اور مؤنث "مادہ" کو کہتے ہیں۔اسم مذکر وہ ہے جو نر کے معنوں میں مستعمل ہو اور اسم مؤنث مادہ کے معنوں میں۔عام طور سے تذکیر و تانیث بول چال اور زبان داں لوگوں کے ذریعے اور رواج کی بنیاد پر معلوم ہوتا ہے لیکن قواعد جاننے والوں نے کچھ قانون قاعدے بھی بنائے ہیں۔

۱:مذکر اسم جن کی مؤنث بنتی ہے۔جیسے : باپ (ماں) ۔میاں (بیوی) ۔بیل (گائے)۔بادشاہ (ملکہ)۔راجا(رانی)۔

۲:مذکر لیکن مؤنث نہیں بنتی جیسے : درویش۔شہ بالا۔فرش وغیرہ۔

۳: صرف مؤنث جیسے : باجی۔آیا۔دائی۔سہاگن۔انا۔سوت۔

۴:مذکر اسم جن کا مؤنث بنانے کے لیے لفظ مادہ کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ جیسے : کوا، اژدھا، خرگوش، باز،چیتا،نیولا، ہد ہد۔ گینڈا۔سرخاب۔جانور۔

۵:بہ یک وقت مذکر بھی اور مؤنث بھی۔ جیسے : چیل، مینا، کوئل، فاختہ،لومڑی،چھپکلی،گلہری،مرغابی، تتلی، چکور، دیمک۔

۶: سوائے جمعرات کے تمام دنوں کے نام مذکر ہیں۔ (ہفتہ اتوار پیر منگل۔بدھ۔جمعہ)

۷: سال، مہینہ، گھنٹہ، منٹ، سنہ، مذکر اسم ہیں۔البتہ رات مؤنث ہے۔

۸: پہاڑ اور پتھر اور ان کی تمام قسموں کے نام مذکر بولے جاتے ہیں۔ جیسے : زمرد، یاقوت، فیروز، ہیرا،پکھراج،ہمالہ،قراقرم ۔

۹: شہروں کے نام مذکر ہیں۔ جیسے : دہلی،اجمیر، بمبئی،بریلی۔

۱۰: دریاؤں کے نام مذکر بولے جاتے ہیں۔مثلاً:گنگا، جہلم،جمنا۔

۱۱: تمام ندیوں کے نام مونث بولے جاتے ہیں۔

۱۲:تارا یا ستارہ کی طرح تمام سیّاروں کے نام مذکر بولے جاتے ہیں جیسے : زہرہ مریخ، چاند سورج۔

۱۳: بے جان چیزوں کے مذکر اسماء : بے ہوش ، درد ، نسخہ ، پرہیز، عیش، فوٹو، اخبار، لالچ، تار، لفافہ، خط ، ٹکٹ، کارڈ مرض، مزاج، علاج، فیض ، مرہم ، ماضی، انتظار ، کلام ، ارتقا۔

۱۴: بے جان اسم جو مؤنث بولے جاتے ہیں: جامن ، دوا، پیاز ، بھوک ، پیاس، ترازو، بارود، راہ ، گھاس، سرسوں ، کیچڑ، پتنگ، سائیکل، چھت، آواز۔

نوٹ : بے جان چیزوں میں تذکیر وتانیث کا دار ومدار کافی حد تک عرف پر ہوتا ہے۔ جیسے : قلم کو لوگ مذکر اور گیند کو مونث بولتے ہیں

سبق نمبر ۲۸

واحد۔جمع (تعداد)

تحریر و تقریر میں جب کوئی اسم آئے گا تو وہ واحد ہوگا یا جمع ہوگا۔ اگر وہ واحد ہو تو اسے جمع بنانے کے لیے درج ذیل قاعدے مقرر ہیں:

۱: اردو میں واحد سے جمع بنائی جاتی ہے۔

۲: جن مذکر اسموں کے آخر میں ''الف'' آیا ہو ان کی جمع بنانے کے لیے ''الف'' کو ''ے'' سے بدل دیتے ہیں ۔ جیسے: لڑکا سے لڑکے، بیٹا سے بیٹے۔

۳: کچھ اسم جو رشتوں کے نام ہیں یا خطابات اور القاب کے طور پر استعمال ہوتے ہیں ان کے آخر میں آنے والا 'الف'' واحد اور جمع دونوں حالتوں میں قائم رہتا ہے۔ جیسے: تایا، نانا، دادا، چچا۔

۴: جن مذکر اسموں کے آخر میں نون غنہ (ں) آتا ہے ان کی جمع بناتے وقت تحریر میں نون غنہ کو گرا کر "ایں" کا اضافہ کر دیتے ہیں جو علامت جمع مذکر ''اے'' کا بدل ہے۔ مثلاً دھواں سے دھوئیں، کنواں سے کنویں وغیرہ۔

۵: جن مؤنث اسموں کے آخر میں ''ی'' آتی ہے ان کی جمع بنانے کے لیے ''اں'' لگاتے ہیں جیسے: لڑکی سے لڑکیاں، گھوڑی سے گھوڑیاں۔

۶: جن مونث اسموں کے آخر میں "یا" آتا ہے ان کا آخری الف گرا کر ''اں'' لگا کر جمع بنائی جاتی ہے۔ جیسے: کتیا سے کتیاں، بندریا سے بندریاں، لٹیا سے لٹیاں۔

۷: جن مؤنث اسموں کے آخر میں ''ی'' نہیں ہوتی ان کی جمع بناتے وقت صرف ''یں'' لگاتے ہیں جیسے: میز سے میزیں، عورت سے عورتیں، ماما سے مامائیں۔ لیکن اگر ایسا اسم مؤنث ''الف'' یا ''ہ'' پر ختم ہو تو ''ئیں'' لگاتے ہیں مثلاً خالہ سے خالائیں۔

۸: جن مؤنث اسموں کے آخر میں ''نون غنہ'' آتا ہے ان کی جمع بناتے وقت تحریر میں ''نون غنہ'' دور کر کے ''یں'' بڑھا دیتے ہیں مثلاً جوں سے جویں، بھوں (بھویں) لیکن نون غنہ سے پہلے الف ہو تو ''ایں'' لگاتے ہیں مثلاً: ماں سے مائیں۔

اردو بول چال میں عربی کی بہت سی جمع استعمال ہوتی ہیں۔

سبق نمبر ۲۹

"نے" اور "کو" کا استعمال

"نے" کا استعمال: اردو زبان میں "نے" فاعل کی علامت ہے۔اس کے استعمال میں احتیاط ضروری ہے:

۱: "نے" متعدی افعال میں فاعل کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔

۲: فعل متعدی کے ماضی مطلق، ماضی قریب، ماضی شکی کے ساتھ "نے" استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: حسین نے کتاب پڑھی، حمزہ نے خط لکھا، مدثر نے قرآن پڑھا ہوگا۔

۳: بعض متعدی افعال ایسے ہیں جن کے فاعل کے ساتھ "نے" نہیں آتا مثلاً: "لانا اور بولنا" کے افعال میں متعدی ہونے کے باوجود "نے" استعمال نہیں ہوتا۔

۴: افعال لازم کے فاعل کے ساتھ "نے" استعمال نہیں ہوتا۔ جیسے: دوڑا، رویا، چلا، بھاگا، کے ساتھ نہیں آتا۔

۵: بعض فعل لازم ایسے ہیں جن کے فاعل کے ساتھ "نے" آتا ہے۔ جیسے: عزیز نے توڑا۔ رقیہ نے پایا۔

۶: چاہنا مصدر کے فعل کے ساتھ "نے" آتا ہے۔ لیکن اگر فاعل دل، طبیعت، جی، ہوں تو "نے" کا استعمال نہیں ہوتا ہے جیسے: دل چاہا تو ضرور آؤں گا۔ طبیعت چاہی تو چلا جاؤں گا۔ جی چاہا تو آؤں گا۔

۷: مجھ اور تجھ اگر فاعل ہوں تو "نے" نہیں آتا لیکن ان کے ساتھ کوئی صفت ہو تو "نے" استعمال ہوگا۔ جیسے: مجھ بدنصیب نے یہ نہیں کیا تھا۔ تجھ شریف نے یہ کیوں کہا؟

۸: مصدر کے ساتھ "نے" کا استعمال غلط ہے۔ جیسے: امجد نے بمبئی جانا ہے۔ میں نے کتاب پڑھنا ہے۔ ہم نے حج کرنا ہے۔ان کی صورت یہ ہوگی: امجد کو بمبئی جانا ہے۔ مجھے کتاب پڑھنا ہے۔ ہمیں حج کرنا ہے۔

سبق نمبر ۳۰

”کو“ کا استعمال

اردو زبان میں ”کو“ مفعول کی علامت ہے جس کے استعمال میں احتیاط لازمی ہے:

۱: جب کسی جملے میں مفعول عاقل جاندار ہو تو اس کے ساتھ ”کو“ ضرور آتا ہے۔ جیسے: حامد نے شاکر کو پڑھایا۔ میں نے فرحان کو دیکھا۔

۲: اگر کسی جملے میں مفعول بے جان ہو تو ”کو“ نہیں آتا۔ جیسے: میں نے کتاب پڑھی۔ طارق نے اخبار خریدا، بولنا چاہیے۔ ان جملوں میں ”کو“ کا استعمال غلط ہے۔

۳: مرکب مصدر جو محاورے کے طور پر استعمال ہوتے ہیں وہاں ”کو“ کا استعمال غلط ہے جیسے: کمر باندھنا کے بجائے کمر کو باندھا۔ ہمت ہارنا کے بجائے ہمت کو ہارنا غلط ہوگا۔

۴: اگر کسی جملے میں جاندار ذوی العقول دو مفعول ہوں تو ان میں دوسرے مفعول کے ساتھ ”کو“ استعمال کرنا ٹھیک ہوگا نہ کہ دونوں مفعولوں کے ساتھ ”کو“ استعمال کیا جائے۔ جیسے: اسامہ نے بچہ اس کی ماں کو دیا۔ اس جملے میں بچے اور ماں دونوں مفعول ہیں لیکن ”کو“ صرف دوسرے مفعول ماں کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے۔

سبق نمبر ۳۱

فعل کی فاعل کے ساتھ مطابقت

۱: فعل لازم عام طور پر اپنے فاعل کے مطابق آتا ہے۔ فاعل کے واحد، جمع، مذکر، مؤنث ہونے کی صورت میں فعل بھی اس کے مطابق ہوگا۔ جیسے: علی آیا۔ لڑکے بھاگے۔ لڑکی دوڑی۔ لیکن اگر فعل متعدی ہو تو فعل مفعول کے اعتبار سے استعمال ہوتا ہے مثلاً: میں نے کیلا کھایا۔ میں نے کیلے کھائے۔ یا صبا نے روٹی کھائی۔ ہم نے روٹی کھائی۔ اگر مفعول کے بعد "کو" استعمال ہو تو فعل واحد مذکر ہوگا۔ مثلا سائرہ نے عمر کو مارا۔ عمر نے سائرہ کو مارا۔ شہریار نے بکریوں کو مارا۔ لڑکیوں نے کتے کو مارا۔

۲: فاعل اگر اسم جمع ہو تو فعل واحد آئے گا۔ جیسے: فوج نے حملہ کیا۔ قافلہ مدینے چلا گیا۔ ریوڑ جنگل میں چر رہا ہے۔

۳: جب دو یا زیادہ حروف عطف اکٹھے آئیں تو فعل جمع آئے گا۔ جیسے: حسیب، منیب اور اسحاق آئے۔

۴: جب دو اسم بغیر حرف عطف اکٹھے آ سکیں اور آخر میں "دونوں" کا لفظ لکھا جائے تو فعل جمع آئے گا۔ جیسے: سعد غلام غوث دونوں آ گئے۔

۵: جب کسی جگہ بہت سے اسم آ جائیں تو فعل آخری اسم کے مطابق آئے گا۔ جیسے: دس جگ، پانچ پلیٹیں، ایک گلاس ٹوٹ گیا۔

۶: اگر بہت سے اسم ایک جگہ آئیں اور فعل ایک ہو اور آخر میں "سب کچھ" بڑھا دیا جائے تو فعل واحد مذکر آئے گا۔ جیسے: سامان، مکان، دکانیں سب کچھ جل گیا۔

۷: اگر کسی جملے میں ضمیر جمع متکلم "ہم" فاعل ہو تو مذکر اور مؤنث دونوں کے لیے ایک ہی فعل آتا ہے۔ جیسے عورتوں نے کہا ہم آتے ہیں۔ مردوں نے کہا ہم آتے ہیں۔ عورتوں نے کہا ہم آ گئے ہیں۔ مردوں نے کہا ہم آ گئے ہیں۔

اسم صفت اور اسم موصوف میں مطابقت

۱: صفت اور موصوف کے مذکر اور مؤنث ہونے میں مطابقت ہونی چاہیے جیسے: اچھا لڑکا۔ برے لوگ۔

۲: جو صفت واحد مؤنث کے لیے آتی ہے وہی صفت جمع مؤنث کے لیے استعمال کر لیتے ہیں۔ جیسے: نیک لڑکی۔ نیک لڑکیاں۔

۳: عربی کے اسمائے صفات اردو میں مذکر و مؤنث اور واحد و جمع میں ایک حالت پر رہتے ہیں۔ جیسے: شریف آدمی۔ شریف عورتیں۔

۴: صفت عدد وترتیبی میں مذکر و مؤنث کے لحاظ سے موصوف اور اسم صفت میں مطابقت ہوگی۔ مثلاً: پانچواں لڑکا۔ پانچویں لڑکی لیکن اعداد میں جمع نہیں آتی۔

۵: جب صفت خبر کے طور پر آئے اور علامت مفعول مذکور ہو فعل واحد آتا ہے۔ جیسے: میں نے ان لوگوں کو قابل سمجھا۔

سبق نمبر ۳۲

اسم ضمیر اور مرجع کی مطابقت

اسم ضمیر: وہ اسم ہے جو کسی دوسرے اسم کی جگہ آتا ہے۔

مرجع: ضمیر جس اسم کی جگہ یا اس کے بدلے آرہا ہو اسے مرجع کہتے ہیں۔

۱: ضمیر کو اپنے مرجع کے مطابق آنا چاہیے۔ جیسے: ریحان آیا اور وہ چلا گیا۔ خالد نے کتاب پڑھی اور وہ سو گیا۔

۲: ضمیر کی فاعلی، مفعولی اور اضافی حالت میں ضمیر اپنے مرجع کے مطابق آنی چاہیے۔

۳: اردو زبان میں ضمیر میں تذکیر و تانیث کا فرق نہیں ہے لہٰذا مرجع کے ساتھ ضمیر کی مطابقت صیغے اور تعداد کے مطابق ہو گی۔

سبق نمبر ۳۴

تلفظ

تلفظ کے معانی ہیں الفاظ کو زیر زبر اور پیش کے لحاظ سے صحیح طریقے سے ادا کرنا۔اسی لئے الفاظ کا صحیح تلفظ سیکھنے کے لئے حرکات سے واقفیت ضروری ہے حرکات ان علامات کو کہتے ہیں جو الفاظ کا تلفظ واضح کرنے کے لئے ان کے مختلف حروف پر لگائی جاتی ہیں اعراب کی تفصیلات حسب ذیل ہیں:

1	َ	زبر	یہ علامت حرف کے اوپر لگائی جاتی ہے۔(اَ)اس علامت کو "فتحہ" بھی کہتے ہیں جس حرف پر یہ علامت ہوگی وہ "مفتوح" کہلائے گا۔مثلاً"مدینہ"میں "م"اور "ن"مفتوح ہیں یا "عمل"میں "ع"اور "م" دونوں مفتوح ہیں۔
2	ِ	زیر	یہ علامت حرف کے نیچے لگائی جاتی ہے۔(اِ)اس علامت کو "کسرہ" بھی کہتے ہیں جس حرف پر یہ علامت ہوگی وہ "مکسور" کہلائے گا۔مثلاً: "مِنیٰ"میں "م"مکسور ہے اور "جسم"میں "ج"مکسور ہے۔
3	ُ	پیش	یہ علامت حرف کے اوپر لگائی جاتی ہے۔(اُ)اس علامت کو "ضمہ" بھی کہتے ہیں جس حرف پر یہ علامت ہوگی وہ "مضموم" کہلائے گا مثلا "روزہ"میں "ر"مضموم ہے اور "بخار"میں "ب"مضموم ہے۔
4	ْ	سکون	کسی حرف کو ساکن ظاہر کرنے کے لئے اس کے اوپر سکون یا جزم کی علامت لگائی جاتی ہے۔مثلاً (شْ) جس حرف پر یہ علامت ہوگی وہ ساکن کہلائے گا۔ مثلا: لفظ "کل"میں "ل"ساکن ہے اور حرف میں "ر"ساکن ہے۔
5	ّ	تشدید	تشدید کو شد بھی کہتے ہیں یہ علامت حرف کے اوپر لگائی جاتی ہے۔مثلاً: "کّ"جس حرف پر یہ علامت ہوگی اسے مُشَدَّد کہتے ہیں اور اس حرف کی آواز ایسی ہوگی جیسے اسے دو بار پڑھا جا رہا ہو۔لفظ "تلفّظ"میں "ف"پر تشدید ہے "مشدد"میں پہلے "د"پر تشدید ہے "معلم"میں "ل"مشدد ہے اور بولتے وقت اسے دوبارہ ادا کیا جاتا ہے۔

مندرجہ بالا علامات اردو میں عام طور پر استعمال ہوتی ہیں لیکن ان کے علاوہ کچھ علامات ایسی بھی ہیں جو نسبتا کم استعمال کی جاتی ہیں لیکن صحیح تلفظ کے لئے ان کا جاننا بھی ضروری ہے یہ علامات حسب ذیل ہیں۔

1	ٓ	مد	یہ علامت صرف الف پر لگائی جاتی ہے جس الف میں یہ ہوگی اسے الفِ ممدودہ کہتے ہیں اور الف کو لمبا کرکے پڑھیں گے۔مثلاً:آم،آگ غیرہ۔
2	ٰ	کھڑا زبر	یہ علامت صرف عربی الفاظ میں استعمال ہوتی ہے مثلا اسحٰق مین "ح"پر کھڑا زبر ہے جہاں یہ علامت ہوگی وہاں الف کو لمبا کرکے پڑھیں گے۔مثلاً: عیسیٰ، موسیٰ اور اللّٰہ پر بھی کھڑا زبر ہے۔

3	-	کھڑا زیر	یہ علامت حرف کے نیچے لگائی جاتی ہے جیسے بنفسہ وغیرہ۔
4	-	الٹا پیش	یہ علامت پیش اور واو کے قائم مقام ہے۔ جیسے: داود وغیرہ۔
5	ً ـــ ٍ	تنوین	اگر کسی حرف کے اوپر دو زبر لگا دیں یا دو زیر نیچے لگا دیں یا اس کے اوپر دو پیش لگا دیں تو اسے تنوین کہیں گے یہ علامت اردو کے چند الفاظ میں استعمال ہوتی ہے۔ مثلا: آناً فاناً، فوراً وغیرہ۔

سبق نمبر ۳۴

رموزاوقاف

✓+ - * % =

مندرجہ بالا علامات کو ہم ریاضی کے سوالات حل کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

کچھ علامتیں ہم عبارت میں بھی استعمال کرتے ہیں۔اس لئے کہ عبارت میں جگہ جگہ ٹھرنا بھی پڑتا ہے۔

کہیں لہجے کے اتار چڑھاؤکے لحاظ سے آواز دھیمی یا تیز کرنی پڑتی ہے۔کبھی وقفہ دینا یا لہجے کو تبدیل کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔

اسی طرح کچھ علامتیں ہیں جو وقفوں یا لہجے کی تبدیلی کو ظاہر کرتی ہیں۔

"وہ خاص علامتیں جو عبارت کو صحیح طور پر پڑھنے کے لیے ضروری ہوتی ہیں،انہیں رموزاوقاف کہتے ہیں۔"

نیچے دیے گئے جملوں کو باآواز بلند پڑھیے:

	(الف)	(ب)
1	اجتماع میں چھوٹے بڑے بچے اور بوڑھے سبھی موجود تھے	اجتماع میں چھوٹے،بڑے،بچے اور بوڑھے سبھی موجود تھے۔
2	زبان خیالات کے اظہار کا ایک ذریعہ ہے	زبان،خیالات کے اظہار کا ایک ذریعہ ہے۔
3	اچانک موسم بدل گیا ٹھنڈی ہوا چلنے لگی بادل گھر آئے اندھیرا چھا گیا	اچانک موسم بدل گیا،ٹھنڈی ہوا چلنے لگی ،بادل گھر آئے،اندھیرا چھا گیا۔
4	دعوت اسلامی میں کئی کورسز ہوتے ہیں فیضان نماز کورس اصلاح اعمال کورس وغیرہ	دعوت اسلامی میں کئی کورس ہوتے ہیں : فیضان نماز کورس ،اصلاح اعمال کورس وغیرہ۔
5	ننگے سر خالد نے کسی قدر بو کھلا کر کہا میں ننگے سر نہیں جاؤں گا	"ننگے سر؟" خالد نے کسی قدر بوکھلا کر کہا،"میں ننگے سر نہیں جاؤں گا۔"
6	میں مدرسے میں ہوں	میں مدرسے میں ہوں۔
7	آپ مدنی قافلے میں کب سفر کروگے	آپ مدنی قافلے میں کب سفر کروگے؟
8	شاباش اسی طرح نیکی کی دعوت دیتے رہو	شاباش !اسی طرح نیکی کی دعوت دیتے رہو۔

ان جملوں کی روشنی میں اب غور کیجئے

☆ جملے کے آخر میں یہ نشان (۔) لگایا گیا ہے۔

وہ نشان جو ہر جملے کے ختم ہونے پر لگاتے ہیں، اسے ختمہ (۔) (FULL STOP) کہتے ہیں۔

☆ جہاں بولتے یا لکھتے ہوئے کچھ مختلف چیزوں کا ذکر ہو تو ہر ایک کا نام لے کر تھوڑا ٹھرنا چاہیے۔

ایک لفظ یا فقرے کے بعد تھوڑا سا ٹھرنے کے لئے جو علامات استعمال کی جاتی ہیں، اسے سکتہ (،) (COMA) کہتے ہیں۔

☆ جہاں ٹھراؤ ذرا زیادہ ہوتا ہے۔

سکتے سے ذرا طویل ٹھراؤ وقفہ (؛) (SEMI COLON) کہلاتا ہے۔

☆ کوئی بات کہہ کر اس کے متعلق جب تفصیل بیان کرنی ہوتی ہے۔

وہ نشان جو کسی شخص یا بات کی تفصیل بیان کرنے سے پہلے لگاتے ہیں، اسے رابط (:) (COLON) کہتے ہیں۔

☆ جہاں سوالیہ لہجہ ہوتا ہے۔

سوالیہ لہجے کے اظہار کے لیے جملے کے آخر میں جو نشان لگایا جاتا ہے، اسے سوالیہ نشان (؟) (NOTE OF INTERROGATION) کہتے ہیں۔

☆ جہاں کسی کی بات یا قول کو نقل کیا جاتا ہے۔

کسی کی بات کو اسی کے الفاظ میں نقل کرتے ہوئے جو علامت لگائی جاتی ہے، اسے واوین (" ") (inverted commas) کہتے ہیں۔

☆ جہاں فوری حیرت، استعجاب، خوشی یا غم کا لہجہ ہو۔

حرف نشاط، حرف تاسف یا حرف ندا یا جوش و جذبے کو جس نشان کے ذریعے ظاہر کیا جاتا ہے، اسے فجائیہ (!) (Note of exclamation) کہتے ہیں۔

☆ جہاں کسی بات کی اضافی یا توضیحی شکل ہو یا دوسری زبان کا لفظ ہو۔

کسی بات کی اضافی شکل یا دوسری زبان میں پیش کرنے کے لیے اس بات کو جس علامت کے ساتھ لکھا جاتا ہے، اسے قوسین ( ) کہتے ہیں۔

اگر ہموار لہجے میں بھی بولتے ہوئے آواز کے اتار چڑھاؤ کے بغیر مسلسل بولتے جائیں تو سننے والا ہماری بات کا مطلب کچھ کا کچھ سمجھ سکتا ہے۔اسی طرح لکھتے ہوئے بھی ہمیں اپنی تحریر میں ٹھراؤ اور لہجوں کے مطابق علامتیں لگانی چاہیے۔ان علامتوں کو رموز اوقاف (punctuation) کہتے ہیں۔(رموز: رمز کی جمع = نشانات، اوقاف: وقف کی جمع = ٹھراؤ)

رموز کا اجمالی تعارف

،	سکتہ	جملے میں مختصر وقفے کے لئے۔
؛	وقفہ	سکتے سے کسی قدر طویل وقفے کے لئے۔
:	رابطہ	مفصل ہم خیال جملوں کو ایسے ہی دوسرے جملوں سے جوڑنے کے لئے۔
۔	ختمہ	جملے کے خاتمے پر۔
؟	سوالیہ	جملے میں سوالیہ اظہار کے لیے۔
!	فجائیہ	جملے میں کسی جزبے یا تخاطب کے لیے۔
" "	واوین	کہنے والے کے اپنے الفاظ لکھنے کے لئے۔
( )	قوسین	جہاں کسی دوسری زبان کا لفظ ہو۔

حصہ دوم انشا

سبق نمبر ۱

درخواست لکھنے کا طریقہ

کسی مجلس ،ادارے یا ناظم صاحب سے چھٹی لینے یا کچھ گزارش کرنے کے لئے جو لکھا جاتا ہے اسے عرضی اور درخواست کہتے ہیں، درخواست میں جو کچھ لکھا جائے وہ خوش خط صاف اور سادہ ہو نا چاہیے۔

۱:پہلی سطر میں ادارے ، شخص کا عہدہ لکھا جاتا ہے۔

۲:دوسری سطر کے درمیان میں جناب عالی یا محترم لکھا جاتا ہے۔

۳: تیسری سطر میں دو تین الفاظ چھوڑ کر مؤدبانہ انداز میں اپنا مقصد تحریر کیجیے۔مثلاً: گزارش ہے کہ، مودبانہ التماس ہے،نہایت ادب سے گزارش ہے کہ-------

۴:درخواست مختصر اور سادہ الفاظ میں لکھیے جس کو درخواست لکھی جارہی ہے اس کے احترام کا پورا خیال رکھنا چاہیے۔

۵:درخواست کے خاتمے پر کوئی دعائیہ جملہ یا مودبانہ الفاظ ضرور لکھنا چاہیے۔مثلاً:

زیادہ آداب/آداب

شکریہ/شکر گزار ہوں گا/کرم نوازی ہو گی

ممنون ہوں گا

درخواست کے آخر میں دو سطروں کے برابر جگہ چھوڑ کر درمیان میں نمایاں الفاظ میں درخواست گزار لکھیے اور اس کے دائیں طرف اپنا پورا نام اور مکمل پتہ بھی لکھیے نام اور پتے کے نیچے تاریخ بھی ضرور لکھ دیں جس سے معلوم ہو جائے کہ آپ نے کس تاریخ میں درخواست لکھی تھی تاریخ لکھنے کے دو انداز ہیں :

الف: بتاریخ: 6 اپریل 2020

ب: مورخہ: 4 اپریل 2020

سرگرمی

- اپنے ناظم جامعہ کو ایک درخواست لکھیے، جس میں اپنے سالانہ رزلٹ کا نتیجہ کارڈ طلب کیجیے۔
- اپنے والد صاحب کو ایک خط لکھیے جس میں انہیں یہ بتائیں کہ میں 12 ماہ کے مدنی قافلے میں سفر کرنا چاہتا ہوں آپ کی اجازت چاہیے۔

سبق نمبر ۲

تفہیم عبارت

آپ نے کوئی کہانی سنی ہو گی، واقعے بھی پڑھے ہوں گے سنی ہوئی کہانی سنانے اور پڑھے ہوئے قصے لکھنے سے معلوم ہوگا کہ آپ کی زبان وہی نہیں جو آپ نے پڑھایا سنا تھا۔اس کا سبب یہ ہے آپ نے واقعہ سن کر اسکی ترتیب اور بات کی حقیقت سمجھی۔آپ اپنی سمجھ اور قابلیت، اپنی زبان دانی اور الفاظ کی یاد داشت سے مدد لے کر وہی بات اپنے لفظوں میں دہرا رہے ہیں اسکو" فہم عبارت " کہتے ہیں لکھی ہوئی عبارتوں کو مضمون ہو یا واقعہ یا علمی مقالہ اسی نظر سے پڑھنا چاہیے کہ اسے سمجھیں گے اوراس کے مطلب کو اپنے لفظوں میں سمجھائیں گے اس عمل سے ذہانت بڑھتی او لکھنا آتا ہے دوسرے کی بات سمجھ کر اسے اچھے طریقے سے سمجھانا قابلیت کا کام ہے آپ کو یہ مشق کرنی چاہیے تاکہ علمی لیاقت میں اضافہ ہو۔

سبق نمبر ۳

مکالمہ نگاری

مکالمہ دو یا دو سے زیادہ آدمیوں کی باہمی بات چیت کو کہتے ہیں،اس بات چیت یا گفتگو کے کئی پہلو ہوتے ہیں۔اسی گفتگو سے ہم ایک دوسرے تک اپنے دل کی بات پہنچاتے ہیں اور ایک دوسرے کے خیالات سے آگاہ ہوتے ہیں۔مکالمہ زبانی بھی ہوتا ہے اور تحریری بھی۔اسی سے ایک دوسرے کے جوہر و کردار کا پتا چلتا ہے،اور کسی کردار کی شخصیت کھل کر سامنے آتی ہے۔یہی مکالمات ڈراما، ناول اور فسانے کی جان ہیں۔انھی کی کامیابی سے ناول،افسانہ وغیرہ کی کامیابی کی شہرت پھیلتی ہے اور ان ہی سے ہم ایک دوسرے کی قدر و قیمت کا اندازہ کرتے ہیں۔

مکالمہ ایک فطری بات چیت بھی ہے،اور مصنوعی گفتگو بھی۔بہر حال مصنوعی مکالمے میں بھی فطرت کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے۔روز مرہ بول چال اور لب و لہجہ کے ساتھ اشارات ایک اچھے مکالمے کی جان ہیں۔الجھاؤ اور تکلفانہ گفتگو مکالمے کو بے مزا کر دیتی ہے۔خیال رکھنا چاہیے کہ گفتگو شرافت و تہذیب کے دائرے سے باہر قدم نہ رکھے۔مخاطب کے مرتبے اور درجے کا خیال رکھا جائے۔ضرورت کے مطابق اشارات کے ساتھ آواز کی نرمی، سختی،اتار چڑھاؤ بھی ملحوظ نظر رہنا چاہیے۔

گفتگو کا انداز ایسا ہونا چاہے کہ بات سے بات خود بخود نکلتی جائے،ایک ہی بات بار بار دہرانے سے بھی گفتگو میں پھیکا پن پیدا ہو جاتا ہے۔زبان کا روز مرہ کے مطابق ہونا ضروری ہے،زبان جس قدر روز مرہ کے مطابق ہو گی،اتنی ہی موثر ہو گی۔

سبق نمبر ۴

لغت کا استعمال

لغت عربی زبان کا لفظ ہے۔ لغت اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں زبان سے متعلق چیزوں کے معانی ایک جگہ جمع ہوتے ہیں۔ لغت کی جمع لغات ہے۔ لغت کو انگریزی میں ڈکشنری (Dictionary) کہتے ہیں۔

لغت میں حروف تہجی کی ترتیب کے لحاظ سے الفاظ شامل کیے جاتے ہیں، اس لیے لغت دیکھنے اور اس سے استفادہ کے لیے ضروری ہے کہ آپکو تمام حروف بھی ترتیب کے ساتھ یاد ہوں، اسی ترتیب کا کمال ہے کہ آپ لاکھوں الفاظ میں سے وہ لفظ نہایت آسانی سے تلاش کر لیتے ہیں جس کا مطلب جاننے کے آپ خواہش مند ہوتے ہیں۔

لغت میں الفاظ کے معانی کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ کون سا لفظ کس زبان کا ہے۔ اردو زبان میں چوں کہ بہت سی زبانوں کے الفاظ شامل ہیں اس لیے اردو لغت میں ہر لفظ کے سامنے اشارتاً لکھ دیا جاتا ہے کہ یہ لفظ کس زبان کا ہے۔

مختلف زبانوں کے لیے درج ذیل اشارے لغت سازوں نے مخصوص کر رکھے ہیں:

ا: اردو کے لیے	**ف**: فارسی کے ل لیے	**ع**: عربی کے ل لیے
ہ: ہندی کے لیے	**س**: سنسکرت کے لیے	**انگ**: انگریزی کے لیے

اگر لفظ مذکر ہو تو اس کے سامنے "مذ" یا مذکر لکھ دیا جاتا ہے، اگر مونث ہو تو اس کے سامنے "مو" یا "مونث" لکھ دیا جاتا ہے اگر آپ لغت دیکھنے کی عادت اپنالیں تو آپ کا ذخیرہ الفاظ بڑھ جائے گا اور آپ اپنے دل کی بات آسانی کے ساتھ کم سے کم الفاظ میں کہہ پائیں گے۔

سبق نمبر ۵

تلخیص نگاری

تلخیص عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی ہیں خلاصہ، خالصہ کرنا، پاک صاف کرنا۔ تلخیص سے مراد یہ ہے کہ عبارت کو اس طرح مختصر کردیا جائے کہ اس کے اہم نکات نظرانداز نہ ہوں اور مجموعی تاثر قائم رہے۔ گویا حقائق کا سادہ، مختصر اور اجمالی اظہار تلخیص ہے. اس سے طویل عبارت کا مفہوم چند جملوں میں سمٹ جاتا ہے۔

تلخیص کی تدریس سے بکھرے خیالات کو یکجا کرنے کی تربیت ہوتی ہے۔ اظہار میں اختصار اور بلاغت پیدا ہوتی ہے اور مختصر وقت میں اپنا مدعا بیان کرنے کا سلیقہ آتا ہے۔ تلخیص کے وقت چند امور کا خیال رکھنا لازم ہے :

۱: عبارت کو اس وقت تک غور سے پڑھیں جب تک اس کا مفہوم سمجھ میں نہ آجائے۔

۲: عبارت کا مفہوم واضح ہونے کے بعد اہم نکات کو نشان زد کرلیں یا علیحدہ کاغذ پر لکھ لیں، تاکہ خلاصہ کی تیاری میں آسانی ہو۔

۳: تلخیص میں خیالات اور نکات کی ترتیب وہی ہو جو اصل عبارت میں ہے۔ تحریر میں منطقی ربط ہو اور کوئی اہم نکتہ نظرانداز نہ ہونے پائے۔.

۴: تلخیص اصل عبارت کی ایک تہائی سے زیادہ نہ ہو۔

۵: ملتے جلتے خیالات کو یکجا کردیا جائے اور ہم معنی الفاظ کو حذف کردیا جائے۔

۶. تلخیص کی زبان سادہ اور عام فہم ہو. عبارت آرائی اور رنگینی سے پرہیز کیا جائے۔ تشبیہات واستعارات ضرب المثل و محاورات وغیرہ سے گریز کریں۔ عبارت میں اگر کوئی شعر ہو تو اس کے مفہوم کا خلاصہ نثر میں بیان کریں تلخیص میں اصل عبارت کا مفہوم حتی الوسع اپنی زبان میں بیان کریں، لیکن کسی نکتہ کی وضاحت کے لیے اصل عبارت کے الفاظ بھی اپنانے میں حرج نہیں۔

۷: تلخیص مین قواعد زبان اور املا کی غلطیاں نہیں ہونی چاہیے۔

۸: . عبارت کا ایسا مختصر اور مناسب عنوان تجویز کریں جو مرکزی خیال کو ظاہر کرے۔

۹: آخر میں اصل عبارت اور تلخیص کو پڑھ کر اطمینان کرلینا چاہیے کہ تلخیص واضح اور جامع ہے اور کوئی اہم نکتہ چھوٹا نہیں

۱۰: تلخیص کو حسب ضرورت کئی پیراگرافوں میں بھی تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

نمونہ عبارت

گناہ کو چھوڑنا آسان نہیں۔ہر گناہ میں ایک لذت ہے جو فوراحاصل ہوتی ہے۔نیکی کے نتائج کافی دیر بعد ملتے ہیں اور آغاز میں تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔صرف ایک نیکی یعنی "علم" کو لیجیے اور اندازہ لگائیے کہ حصول علم کے لیے کس قدر طویل مدت تک محنت کرناپڑتی ہے۔گناہ کی لذت بہت جلد دکھ میں بدل جاتی ہے اور نیکی کی خاطر دکھ مسرت کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔

تلخیص

عنوان: **نیکی اور بدی**

گناہ کو چھوڑنا آسان نہیں کیونکہ اس سے فوری طور پر لذت حاصل ہوتی ہے جبکہ نیک کام کاصلہ تاخیر سے ملتا ہے اوراس کے لئے ہمیں مصیبت ومشقت اٹھانی پڑتی ہے۔

دوسری عبارت

طالب علم اپنی دنیوی مشغولیات کو کم کرے،اپنے گھروالوں اور وطن سے دور رہے کیونکہ یہ تعلقات اسے مشغول رکھتے ہیں اور طلب علم سے پھیر دیتے ہیں۔

ارشاد باری تعالی ہے

مَا جَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ مِّن قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ (پ ۲۱ :الأحزاب)

ترجمہ کنزالایمان: اللہ نے کسی آدمی کے اندر دودل نہ رکھے۔

اور جب خیالات منتشر ہو جائیں تو حقائق جاننے میں کمی آجاتی ہے،اسی لیے کہا گیا ہے کہ علم تمہیں اپنا بعض اس وقت تک نہ دے گا جب تک تم اسے اپناسب کچھ نہ دے دوگے اور جب تم اسے اپناسب کچھ دے دوگے تو تمہیں اس کا بعض مل جائے گا،لیکن اس میں بھی خطرہ ہوگا (کہ وہ مفید ہے یا نقصان دہ) اور مختلف کاموں میں بٹی ہوئی سوچ اس نالے

کی طرح ہے جس کا پانی بکھر جائے، پھر اس میں سے کچھ زمین خشک کر دے، کچھ ہوا میں مل جائے اور اتنا نہ بچے جو جمع ہو کر کھیت تک پہونچ جائے۔ (احیاء العلوم/ج:۱/ص:۲۲۷/مکتبۃ المدینہ)

تلخیص

عنوان: طالب علم اور دنیوی مشغولیات

طالب علم ہر ایسے دنیوی کام سے بچے جس سے اس کی تعلیم میں حرج ہو کیونکہ خیالات کے انتشار سے اچھی طرح علم حاصل کرنا دشوار ہے، علم اپنا کچھ حصہ بھی اس وقت دے گا جب آپ اسے اپنا سب کچھ دے دو۔

سرگرمی

نوٹ: روزانہ ایک خلاصہ تحریر کروایا جائے

- فیضان سنت جلد اول "فیضان بسم اللہ" سے صفحہ ۸ سے عنوان "اعلیٰ حضرت کی کرامت" کا خلاصہ ۱۰ سطروں میں تحریر کریں۔
- فیضان سنت جلد اول " ۹۹ حکایات " صفحہ ۱۸۷سے عنوان " تیسری روٹی کہاں گئی " کا خلاصہ ۱۲ سطروں میں تحریر کریں۔
- فیضان سنت جلد اول "مکتوب عطار" صفحہ ۴۴۲تا۴۴۶ کا خلاصہ ۱۸ سطروں میں تحریر کریں۔
- فیضان نماز "تذکرہ حضرت حزیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ" صفحہ ۳۶۳تا۳۶۷ کا خلاصہ ۱۸ سطروں میں تحریر کریں۔
- فیضان نماز "نماز نہ پڑھنے کے عذابات" صفحہ ۴۲۲تا۴۲۵ کا خلاصہ 15 سطروں میں تحریر کریں۔
- غیبت کی تباہ کاریاں "آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابہ رضی اللہ عنہ سے محبت" صفحہ ۸۸تا۹۰ کا خلاصہ تحریر کریں۔
- غیبت کی تباہ کاریاں "تین عیوب کی نحوست کی عبرتناک حکایت" صفحہ ۱۴۷ کا خلاصہ تحریر کریں۔
- نیکی کی دعوت "قرآن کریم میں نیکی کی دعوت کا حکم اور ہر مسلمان مبلغ ہے" صفحہ ۴ کا خلاصہ تحریر کریں۔
- کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب "بری صحبت ایمان کے لیے خطرناک ہے" صفحہ ۵ تا 6 کا خلاصہ تحریر کریں۔
- سیرت مصطفیٰ "قد مبارک تا پائے مبارک" صفحہ ۱۸۶تا۱۹۱ کا خلاصہ تحریر کریں۔

سبق نمبر ۶

مضمون نگاری

اظہار مطلب کے دو ہی طریقے ہیں: ایک تقریر، دوسرا تحریر۔ تقریر کا تعلق زبان سے ہے اور تحریر کا قلم سے۔ دونوں صورتوں میں اسلوب و بیان کا مربوط ہونا ضروری ہے، اگر ان میں ہم آہنگی نہ ہو گی تو مضمون عمدگی سے خالی ہو گا، اس لیے جو مضمون بیان کرنا یا لکھنا ہو اسے سوچیے، مواد کو وسعت دیجیے اور ایک موثر ترتیب سے مرتب کیجیے۔ جب مضمون کا مواد جمع اور مربوط ہو جائے تو اسے مختصر سی تمہید کے ساتھ لکھ لیں ان کو روزمرہ اور محاورے کی چاشنی سے آراستہ کیجیے اور خدا کا نام لے کر لکھتے جایئے موزوں اشعار بھی مضمون کے حسن کو بڑھا دیتے ہیں مگر ان کی شمولیت آٹے میں نمک کے برابر ہے مضمون کو نہایت درجہ خوش خط لکھیے تاکہ آسانی سے درست طور پر پڑھا جاسکے۔ مضمون کو مکمل کر لینے کے بعد ایک دفعہ ضرور پڑھیے، تاکہ چھوٹے ہوئے الفاظ لکھے جاسکیں املا کی غلطیاں بھی درست کیجیے اور وہ خیالات جو لکھنے سے رہ گئے ہیں پڑھتے ہوئے یاد آئیں لکھے جاسکیں یاد رہے اچھا مضمون لکھنے کے لئے وسیع مطالعہ اور بار بار مشق ضروری ہے۔

مضمون نویسی کے اصول

مضمون لکھتے وقت اگر اس کے اصولوں کو پیش نظر رکھا جائے تو مشکل سے مشکل اور پیچیدہ سے پیچیدہ موضوع پر بھی بڑی آسانی سے لکھا جاسکتا ہے۔ مدرسے میں ننانوے فیصد طلبا محض اس لئے مضمون نویسی سے بھاگتے ہیں کہ انہیں مضمون لکھنے کی باقاعدہ مشق نہیں ہوتی۔ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ موضوع سے متعلق خیال تو ان کے ذہن میں موجود ہوتے ہیں وقت اظہار و بیان پر اعتماد نہ ہونے کے سبب اپنے مافی الضمیر کو قلم بند کرنے پر قادر نہیں ہوتے۔ اس بے اعتمادی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انہیں لکھے لکھائے مضمون پر انحصار کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے اور یہی عادت ان کے ذہن کو جامد بنانے کا سبب بنتی ہے

مضمون کی تعریف: مضمون اس مسلسل تحریر کو کہتے ہیں جس کی بنیاد کسی ایک خیال یا موضوع پر ہو

مضمون کے حصے

ہر مضمون تین حصوں پر مشتمل ہوتا ہے: ۱: تعارف/ تمہید ۲: متن/ نفس مضمون ۳: خاتمہ/ اختتامیہ۔

تعارف/ تمہید (introduction)

کسی عمارت کی پہلی اینٹ ہی ٹیڑھی رکھی جائے تو اس پر تعمیر ہونے والی عمارت آخر تک ٹیڑھی ہی رہے گی مضمون کا تعارف نہایت جامع اور مختصر ہونا چاہیے اس کے مطالعے سے قاری نہ صرف نفس مضمون سے پوری طرح آگاہ ہو جائے بلکہ اپنے ذہن کو آئندہ مضمون کے مطالعے کے لیے بھی آمادہ کر لے۔

تعارف کسی بھی مضمون کا پہلا پیراگراف ہوتا ہے، جس میں مضمون نویس عنوان کا تعارف پیش کرتے ہوئے اپنے قاری سے رابطہ بناتا ہے۔ اس پیراگراف میں مضمون کی مختصراً اور جامع وضاحت پیش کی جاتی ہے۔ پہلا پیراگراف لکھنے کے لیے اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ تعارف چار پانچ سطر سے زیادہ نہ ہو۔ تعارف کے حوالے چند تخلیقی نکات درج ذیل ہیں:

☆ آپ تعارفی پیراگراف کا آغاز اپنے عنوان سے مطابقت رکھتے ہوئے کسی مشہور اقتباس یا کہاوت سے کر سکتے ہیں مثلاً مشہور کہاوت ہے "بویا پیڑ ببول تو آم کہاں سے کھائیں۔

☆ ایک خاص ترکیب سوالات کی ہے، جس کے ذریعے آپ قاری کی تحریر میں دلچسپی بڑھاتے ہیں مثلاً اولاد کی تربیت کا انداز کیسا ہو؟۔

☆ بعض اوقات آپ عنوان کی تعریف سے بھی مضمون کا آغاز کر سکتے ہیں مثلاً "بدشگونی کی تعریف۔۔۔۔۔۔"۔

متن/نفس مضمون (main body)

اس حصے کو تمام مضمون میں مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ اس حصے میں موضوع کی جزئیات ، واقعات اور مناظر کو بیان کیا جاتا ہے۔ اس منزل میں اپنے خیالات کو ایک خاص ترتیب کے مطابق مختلف پیروں میں تقسیم کر کے قلم بند کرنا چاہیے۔ ہر خیال کے لیے ایک الگ پیراگراف قائم کرنا چاہیے۔

نفس مضمون آپ کے مضمون کا ایک خاص حصہ ہے، جس کی اہمیت بیان کرنے کے لیے سینڈوچ کی مثال لی جا سکتی ہے۔ مثلاً نفس مضمون کی اہمیت سینڈوچ کے درمیان موجود گوشت کی سی ہے۔ یہ تعارفی اور اختتامی پیراگراف کے درمیان ایک ایسا خاص حصہ ہے جو جتنا جامع، واضح اور "بیانیہ انداز" میں پیش کیا جائے گا، مضمون اتنا ہی جان دار اور بہترین ثابت ہو گا۔

اختتامیہ (conclusion)

مضمون کے خاتمے پر موضوع کی تمام تفصیلات کو سمیٹ کر چند سطروں میں بیان کر دینا چاہیے، اختتامیہ نہایت دل پسند اور موثر ہونا چاہیے۔

اختتامیہ: مضمون کا آخری پیراگراف کہلاتا ہے، جو مضمون کا خلاصہ بیان کرتا ہے۔ بعض اوقات آپ کا اختتامیہ پیراگراف، تعارفی پیراگراف کے لیے ایک آئینہ ثابت ہوتا ہے، جس میں ان تمام سوالوں کے جوابات شامل ہوتے ہیں، جن کا ابتدا میں ذکر کیا گیا

ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اختتامیہ کی تعریف کچھ یوں بھی کی جاسکتی ہے کہ یہ مضمون کا وہ حصہ ہے جہاں آپ مصدقہ دلائل یا ٹھوس وجوہ کے ساتھ اپنا موقف پیش کرتے ہوئے مضمون کا اختتام کرتے ہیں۔ تمام نتائج کو تحریر کرتے وقت ایک خاص ربط کا ہونا بھی ضروری ہے تاکہ آپ کے پیش کیے گئے موقف کی وضاحت ہوسکے۔

ہدایات

- :ایسا موضوع منتخب کیجیے جو آپ کے لیے عام فہم اور آسان ہو اور جس کے متعلق آپ کے ذہن میں زیادہ سے زیادہ معلومات ہوں اور جس پر آپ کھل کر لکھ سکیں۔
- مضمون شروع کرنے سے پہلے اس پر خوب غور کر لیجیے اور اپنے خیالات کو مجتمع کر کے یکسوئی کے اتھ لکھنا شروع کیجیے۔
- ذہنی ترتیب کی روشنی میں اپنے مضمون کو مناسب پیراگراف میں تقسیم کر کے لکھیے اور جن باتوں کا تعلق اصل موضوع سے نہیں انھیں احاطۂ تحریر میں نہ لائیں۔
- ایک نقطے یا ایک خیال کی وضاحت کے لیے ایک پیراگراف متعیّن کیجیے۔ اسی طرح ہر نقطے یا خیال کو نئے پیراگراف سے شروع کیجیے۔
- کسی واقعے کو بیان کرتے وقت اس کی فطری ترتیب کو قائم رکھئے آگے کی بات پیچھے اور پیچھے کی بات آگے لکھ دینے سے مضمون بے ربط ہوجاتا ہے۔
- ایک ہی بات یا لفظ کو مضمون کے مختلف حصوں میں بار بار مت دہرائیے، کیونکہ خیالات و الفاظ کی تکرار بھی مضمون کو بے کیف اور بے مزہ بنا دیتی ہے۔
- لمبے لمبے جملے لکھنے سے اجتناب کیجیے کیونکہ زیادہ طویل اور پیچیدہ جملوں میں قواعد اور محاورے کی غلطیاں ہونے کا امکان ہوتا ہے۔
- مضمون کے شروع اور آخر میں کوئی موزوں شعر لکھنے سے اچھا اثر پڑتا ہے اسی طرح موقع محل کی مناسبت سے کوئی مقولہ یا محاورہ بھی، تحریر میں خوب صورتی اور دل آویزی پیدا کرتا ہے لیکن بے جا اشعار اور مقولوں کے استعمال سے کسی فائدے کے بجائے الٹا بدذوقی کا اظہار ہوتا ہے۔
- مضمون لکھنے کے بعد اس پر ایک مرتبہ نظر ثانی کرنی ضروری ہے۔
- نظر ثانی کرتے ہوئے اگر کسی جگہ چند سطور بڑھانی پڑے تو حاشیے پر یا کوئی مناسب نشان لگا کر یہ سطر مضمون کے آخر میں لکھ دیجیے۔
- مضمون میں خوش خطی اور صفائی کا لحاظ نہایت ضروری ہے۔

(نوٹ:کتاب کے آخر میں مضمون نگاری میں مہارت حاصل کرنے سے متعلق مفید ہدایات دی گئی ہیں۔)

اب ہم چند مضامین بطور نمونہ پیش کرتے ہیں جن میں مضمون کو انکے اجزا پر تقسیم کرکے دکھایا گیا ہے۔

خوف خدا

تمہید: خوف سے مراد قلبی کیفیت ہے جو کسی ناپسندیدہ امر کے پیش آنے کی توقع کے سبب پیدا ہو مثلا پھل کاٹتے ہوئے چھری سے ہاتھ کٹ جانے کاڈر۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جبکہ خوف خداکا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی کی بے نیازی، اس کی ناراضگی، اس کی گرفت اوراس کی طرف سے دی جانے والی سزاؤں کا سوچ کرانسان کا دل گھبراہٹ میں مبتلا ہو جائے۔

نفس مضمون: رب العالمین جل جلالہ نے خود قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اس صفت کو اختیار کرنے کا حکم دیا جیسے درج ذیل آیات میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

ا: وَلَقَدۡ وَصَّیۡنَا الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ وَ اِیَّاکُمۡ اَنِ اتَّقُوا اللّٰہَ. (پارہ 5 النساء آیت ۱۳۱) ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک تاکید فرمادی ہے ہم نے ان سے جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور تم کو کہ اللہ سے ڈرتے رہو۔

۲: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِیۡدًا۔ (پ ۲۲ الاحزاب: ۷۰) ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرواور سیدھی بات کہو۔

۳: فَلَا تَخۡشَوۡهُمۡ وَ اخۡشَوۡنِ (پ ۶ المائدۃ: ۳) ترجمہ کنزالایمان: توان سے نہ ڈرو مجھ سے ڈرو

پیارے آقا، احمد مجتبی، محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حق ترجمان سے نکلنے والے ان مقدس کلمات کو بھی ملاحظہ فرمائیں جن میں آپ نے اس صفت عظیمہ کو اپنانے کی تاکید فرمائی ہے

(ا) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حکمت کی اصل اللہ تعالی کا خوف ہے (شعب الایمان باب فی الخوف من اللہ تعالی)

خوف الٰہی کی بھی چند علامتیں ہیں حضرت سید نا فقیہ ابواللیث سمرقندیرحمۃاللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی کے خوف کی علامت آٹھ چیزوں میں ظاہر ہوتی ہے،

۱: **انسان کی زبان میں**، وہ اس طرح کہ رب تعالی کا خوف اس کی زبان کو جھوٹ، غیبت، فضول گوئی سے روکے گا اور اسے ذکراللہ، تلاوت قرآن اور علمی گفتگو مشغول رکھے گا۔

۲: **اس کے شکم میں**، وہ اس طرح کہ وہ اپنے پیٹ میں حرام کو داخل نہ کرے گا اور حلال چیز بھی بقدر ضرورت کھائے گا۔

۳: **اس کی آنکھ میں**، وہ اس طرح کہ وہ اسے حرام دیکھنے سے بچائے گا اور دنیا کی طرف رغبت سے نہیں بلکہ حصولِ عبرت کے لئے دیکھے گا۔

۴: **اس کے ہاتھ میں**، وہ اس طرح کہ وہ کبھی بھی اپنے ہاتھ کو حرام کی جانب نہیں بڑھائے گا بلکہ ہمیشہ اطاعت الٰہی میں استعمال کرے گا۔

۵: **اس کے قدموں میں**، وہ اس طرح کہ وہ انھیں اللہ تعالی کی نافرمانی میں نہیں اٹھائے گا بلکہ اس کے حکم کی اطاعت کے لئے اٹھائے گا۔

۶: **اس کے دل میں**، وہ اس طرح کہ وہ اپنے دل سے بغض، کینہ اور مسلمان بھائیوں سے حسد کرنے کو دور کردے اور اس میں خیر خواہی اور مسلمانوں سے نرمی کا سلوک کرنے کا جذبہ بیدار کرے۔

۷: **اس کی اطاعت و فرمانبرداری میں**، اس طرح کہ وہ فقط اللہ تعالی کی رضا کے لئے عبادت کرے اور ریاء اور، نفاق سے خائف رہے۔

۸: **اس کی سماعت میں**، وہ اس طرح کہ وہ جائز بات کے علاوہ کچھ نہ سنے۔

خاتمہ لہٰذا قبر و حشر اور حساب و میزان وغیرہ کے حالات سن کر یا پڑھ کر محض چند آہیں بھر لینا۔۔۔یا ۔۔۔اپنے سر کو چند مرتبہ ادھر اُدھر پھرالینا۔۔۔یا۔۔۔کف افسوس مل لینا ہی کافی نہیں، بلکہ اس کے ساتھ خوف خدا کے عملی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے گناہوں کا ترک کردینا اور اطاعت الٰہی میں مشغول ہو جانا بھی اخروی نجات کے لیے بے حد ضروری ہے۔(ماخوذ از خوف خدا مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی)

امداد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

تمہید: سرکار نامدار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم باذن پروردگار عزوجل اپنے غلاموں کے احوال وافکار سے ہر وقت خبردار ہیں اور بسااوقات ہم خواب میں دیدار سے مشرف فرما کر ان کی امداد اور اصلاح کرتے ہیں اس ضمن میں ایک ایمان افروز حکایت ملاحظہ ہو۔

نفس متن: حضرت سیدنا شیخ یوسف بن آسمٰعیل نبہانی قدس سرہ النورانی نے ایک حکایت نقل کی ہے، ایک خراسانی حاجی صاحب ہر سال حج کی سعادت پاتے اور جب مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً حاضر ہوتے تو وہاں ایک علوی بزرگ حضرت سید ناطاہر بن یحیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں نذرانہ پیش کرتے۔ ایک بار مدینے شریف میں کسی حاسد نے کہہ دیا کہ تم بلاوجہ اپنا مال ضائع کرتے ہو! طاہر صاحب غلط جگہ پر تمھارا مال صرف کرتے ہیں۔ چنانچہ مسلسل دوسال انہوں نے حضرت سید ناشیخ طاہر علیہ رحمۃ الناصر کی خدمت نہ کی، تیسرے سال سفر حج کی تیاری کے موقع پر **حضور انور، شافع محشر، مدینے کے تاجور باذن رب اکبر غیبوں سے باخبر محبوب داور عزوجل صلی اللہ علیہ وسلم** نے خراسانی حاجی کے خواب میں جلوہ گر ہو کر کچھ اس طرح تنبیہ فرمائی، تم پر افسوس! بدخواہوں کی بات سن کر تم نے طاہر سے حسن سلوک کا رشتہ ختم کر دیا! اس کی تلافی کرو اور آئندہ قطع تعلق سے بچو، چنانچہ وہ ایک فریق کی سن کر بدگمانی کر بیٹھنے پر سخت شرمندہ ہوئے اور جب مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً حاضر ہوئے توسب سے پہلے اس علوی بزرگ حضرت سیدنا شیخ طاہر سید ناطاہر بن یحیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری دی۔ انہوں نے دیکھتے ہی فرمایا "اگر تمھیں پیارے آقا مدینے والے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بھیجتے تو تم آنے کیلیے تیار ہی نہ تھے! تم نے مخالف کی یک طرفہ بات سن کر میرے بارے میں غلط رائے قائم کر کے اپنی عادت کریمانہ ترک کر دی یہاں تک کہ اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں تمہیں تنبیہ فرمائی! یہ سن کر خراسانی حاجی پر رقت طاری ہو گئی ۔عرض کی حضور! آپ کو یہ سب کیسے معلوم ہوا؟ فرمایا مجھے پہلے ہی سال پتا چل گیا تھا، دوسرے سال بھی تم نے بے توجہی سے کام لیا تو

میرا دل صدمہ سے چور چور ہوگیا۔ اس پر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں کرم فرماکر مجھے دلاسہ دیا اور تمھارے خواب میں تشریف لاکر جو کچھ ارشاد فرمایا تھا وہ مجھے بتایا۔ خراسانی حاجی نے خوب نذرانہ پیش کیا، دست بوسی کی اور پیشانی چومنے کے بعد یکطرفہ بات سن کر رائے قائم کر کے دل آزاری کا باعث بننے پر علوی بزرگ رحمۃ اللہ علیہ سے معافی مانگی عزوجل کی ان پر رحمت ھو اور ان کے صدقے ھماری مغفرت ھو۔

نہ کیوں کر ہوں یا حبیبی أغثنی | اسی نام سے ہر مصیبت ٹلی ہے
خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے | دو عالم میں جو کچھ جلی و خفی ہے

خاتمہ: میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس حکایت سے معلوم ہوا کہ ہمارے میٹھے میٹھے آقا مکی مدنی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلاموں کے حالات سے باخبر رہتے، غمزدوں کے سرہانے تشریف لے جاکر دلاسے دیتے، خطا کرنے والوں کے خواب میں جاکر اصلاح فرماتے، نیکی کی دعوت پہونچاتے، گناہوں پر توبہ کا حکم فرماتے، فاصلے مٹاتے اور بچھڑوں کو ملاتے ہیں۔ خراسانی حاجی صاحب نے چغلخور کی باتوں میں آکر بدگمانی کا شکار ہوکر یک طرفہ ذہن بنالیا اس پر سید المبلغین، رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں تنبیہ فرمائی۔ اس سے ہمیں بھی درس ملا کہ نہ خود چغلی کھائیں نہ یکطرفہ سن کر دوسرے فریق کے بارے میں کوئی رائے قائم کریں۔ زہے نصیب! بلا اجازت شرعی مسلمان کے خلاف سننے کی عادت ہی ترک کر دیں کہ اس طرح ان شاء اللہ عزوجل غیبتوں، چغلیوں، بدگمانیوں، عیب دریوں اور دل آزاریوں جیسے متعدد کبیرہ گناہوں کے افعال حرام اور جہنم میں لے جانے والے کام سے نجات مل جائےگی۔ (ماخوذ فیضان سنت جلد اول 99 حکایات، ص:450)

امیر اہل سنت کی دینی خدمات

تمہید: غیر مسلم قوتوں کی مسلمانوں کو مٹانے اور پاکیزہ اسلامی تعلیمات کو بگاڑنے کی ناپاک سازشوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس پر فتن دور میں گناہوں کی یلغار فلموں گانوں کی بھرمار اور فیشن پرستی کی پھٹکار نے مسلمانوں کی اکثریت کو بے عمل بنادیا ،علم دین سے بے رغبتی اور ہر خاص و عام کا رجحان صرف دنیاوی تعلیم کی طرف ہونے لگا، دینی مسائل سے ناواقفیت کی بناپر ہر طرف جہالت کے بادل منڈلانے لگے، مساجد کا تقدس پامال ہونے لگا، لادینیت و بدمذہبیت کا سیلاب ٹھاٹھیں مارنے لگا، ہر دوسرا گھر سنیما گھر بننے لگا، مسلمان موسیقی، شراب اور جوئے کا عادی ہو کر تیزی کے ساتھ بداخلاقی کے عمیق گڑھے میں گرتا نظر آنے لگا، عاشقان رسول کے کان ذکر خدا و مصطفے عزوجل و صلی اللہ تعالی علیہ و الہ و سلم کی پرسوز آوازیں سننے سے محروم ہونے لگے۔

ان نازک حالات میں اللہ عزوجل نے اپنے ایک ولی کامل کو لوگوں کی اصلاح کے لیے منتخب فرمایا جنہیں دنیا شیخ طریقت، امیر اہل سنت، حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالی" کے نام سے پکارتی ہے۔

نفس متن: شیخ طریقت، امیر اہل سنت، حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ" نے نیکی کی دعوت عام کرنے کی ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے ایک ایک اسلامی بھائی پر انفرادی کوشش کر کے مسلمانوں کو عملی طور پر سنتیں اپنانے کی طرف راغب کرنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ شیخ طریقت، امیر اہل سنت دامت برکاتہم العالیہ نے جس مدنی کام کا آغاز کیا دیکھتے ہی دیکھتے ہی وہ ایک عالمگیر تحریک کی صورت اختیار کر گیا اور آج لوگ اسے **"قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی"** کے نام سے جانتے و پہچانتے ہیں۔

اس عظیم تحریک کی بنیاد امیر اہل سنت دامت برکاتہم العالیہ نے ذی قعدۃ الحرام ۱۴۰۱ھ بمطابق ستمبر 1948ء میں رکھی اور اس طرح مٹھی بھر لوگوں کو ساتھ لے کر چلنے والے امیر اہل سنت، بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ آج کروڑوں مسلمانوں کے دلوں میں بستے ہیں اور اس عظیم تحریک کا مدنی پیغام تادم تحریر دنیا بھر میں پہنچ چکا ہے

خاتمہ: شیخ طریقت، امیر اہل سنت دامت برکاتہم العالیہ نے دین متین کی جو خدمت کی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے، آپ نے لوگوں کو دعوت اسلامی کا ایک ایسا مشک بار مدنی ماحول عطا کیا ہے جس کی خوشبو سے پورا معاشرہ مہک رہا ہے اور جس کی بہاریں ہر طرف دکھائی دے رہی ہیں، اسلامی بھائیوں کو دیکھیں عمامے اور سفید مدنی لباس کے جلوے آنکھوں کو ٹھنڈا کرتے نظر آتے ہیں اور اسلامی بہنیں مدنی برقعوں میں سر تا پا حیا کا پیکر بن چکی ہیں۔ آپ نے سنتوں بھرے مہکے مہکے مدنی ماحول میں آنے والوں کی تربیت کا ایک ایسا جامع اور مضبوط نظام ترتیب دیا ہے کہ جو آتا ہے، بس یہیں کا ہو کر رہ جاتا ہے۔ (ماخوذ از امیر اہل سنت کی دینی خدمات ص:19 تا 22 مکتبۃ المدینہ)

سر گرمیاں

مندرجہ ذیل مضامین کا تعارف اور اختتامیہ تحریر کیا جارہا ہے ان کی مدد سے آپ نفس متن تحریر فرمائیں۔

(۱) جدول کی اہمیت اور ضرورت

تمہید: نِظامِ کائنات میں غور کریں تو ہر جگہ قُدرَتِ خُداوندی کے جلوے دکھائی دیتے ہیں اور ہر شے ایک خاص نِظام و جَدْوَل (Schedule) کے تحت نَظر آتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کائناتِ ہستی میں ہر شے کا ایک مَخْصُوص نِظام و جَدْوَل کے تحت ہوناجہاں وُجُودِباری تعالیٰ کی واضح دلیل ہے،وہیں وہ خالِق ومالِک عَزَّ وَجَلَّ کے قادِر وحکیم ہونے کی بھی ایک واضح دلیل ہے۔

عناصر: ۱:جدول کیا ہے؟ ۲:جدول کا فائدہ ۳:بزرگان دین کے جدول کا انداز ۴:ہمارا جدول کیسا ہونا چاہیے؟

اختتامیہ: اگر ہم آخرت میں سرخ روئی چاہتے ہیں تو ہمارے لیے ضَروری ہے کہ اپنے اَوقات کو ایک مَخْصُوص جَدْوَل کے مُطابِق تقسیم کرکے اسی کے مُطابِق زِنْدَگی بَسَر کریں،کیونکہ جَدْوَل کے مُطابِق زِنْدَگی بَسَر کرنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ہماری تمام تر تَوَجُّہ اس کام کو سراَنْجام دینے میں صَرف ہوگی کہ جس کا جَدْوَل کے مُطابِق وَقْت ہوگا اور یوں روزانہ کے کام اپنے اپنے وَقْت پر پایۂ تکمیل کو پہنچنے سے ہماری سُستی خَتْم ہوگی، چُستی پیدا ہوگی، کام میں لگن اور تَوَجُّہ سے نِکھار آئے گا، ہر کام کو اس کے وَقْت میں خَتْم کرنے اور اپنے اَہْدَاف کو حاصِل کرنے سے مُعَاشَرتی و مَعَاشی فوائد بھی حاصِل ہوں گے۔ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ (معاون رسالہ آقا کا جدول)

(۲) تکلیف نہ دیجیے

تمہید: ہمارا پیارا مذہب اسلام ہر مسلمان کی جان، مال اور عزت کے تحفظ کی ضمانت دیتا ہے چناں چہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللّٰہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کافرمانِ حرمت نشان ہے : کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ وَمَالُهٗ وَعِرْضُهٗ یعنی ہر مسلمان کا خون، مال اور عزت دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔

عناصر: ا:مسلمانوں کو تکلیف دینے کا انجام ۲:تکلیف پہونچانے کے مختلف انداز ۳:تکلیف دہ چیزوں سے بچانے میں بزرگانِ دین کے انداز ۴:تکلیف دور کرنے کا ثواب

اختتامیہ : مسلمان کو بلا وجہِ شرعی تکلیف دینے والا اپنی زندگی میں، موت کے وقت، حسابِ حشر میں اور سب سے بڑھ کر عذابِ جہنم کی وجہ سے خود تکلیف میں آجائے گا، کیا یہ سب کچھ ہماری آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی نہیں ہے؟ کیا اب بھی ہم مسلمانوں کو تکلیف دینے سے باز نہیں آئیں گے ؟؟؟!(معاون رسالہ تکلیف نہ دیجیے مکتبۃ المدینہ)

(۳) گناہوں کی نحوست

تمہید: گناہ کو گناہ نہ سمجھنا بھی ایک نحوست ہے، موت کے بعد ہر شخص اپنی کرنی کا پھل پائے گا، اگر دنیا میں اچھے اعمال کیے ہوں گے تو اس کی جزا پائے گا اور اگر خدانخواستہ نفس و شیطان کے بہکاوے میں آکر زندگی گناہوں میں بسر کی تو جہنم کی سزا کا مستحق ٹھرے گا۔

عناصر: ا:گناہ کسے کہتے ہیں؟ ۲:گناہ کے نقصانات ۳:گناہوں کا سبب بننے والی صفات ۴:گناہوں کا علاج

اختتامیہ: نیکی یا گناہ دونوں کے راستے آپ کے سامنے ہیں، اب فیصلہ آپ کو کرنا ہے آپ کیا چاہتے ہیں؟ عقل مند وہی ہوتا ہے جو بقا کو فنا پر ترجیح دیتا ہے۔ تو پھر دیر کس بات کی ؟؟؟؟۔(معاون رسالہ گناہوں کی نحوست مکتبۃ المدینہ)

(۴) مقصد حیات

تمہید: مقصد سے خالی زندگی در حقیقت درندگی ہے، کیوں کہ اللہ تعالی نے دنیا میں ہر شے کو ایک خاص حکمت کے تحت پیدا فرمایا ہے، تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اس کائنات کی سب سے اشرف و افضل مخلوق 'انسان' کو یوں ہی بے کار، بے مقصد اور محض موج و مستی یا کھانے کمانے کے لیے پیدا کیا گیا ہو۔ یہ امر نا قابل اعتبار ہے اور یقیناً قرآن میں بھی حیات انسانی کو بے مقصد قرار نہیں دیا گیا۔

عناصر: ا:ہمارا مقصد حیات کیا ہے؟ ۲:جوانی کی اہمیت ۳:اپنی اصلاح کے لیے کیا کرنا چاہیے؟

اختتامیہ: آج معاشرے میں پائی جانے والی برائیوں کے پیچھے سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ انسان خود کو پہچان نہیں رہا ہے۔ جس نے خود کو پہچانا تو وہ دنیا کا ایک انمٹ کردار بن گیا۔ اس ضمن میں صحابہ کرام اور تابعین عظام اور اس کے ساتھ صوفیائے اعلام کا جو

سلسلۃ الذہب ہے وہ اس بات پر شاہد ہے کہ ان پاکیزہ افراد نے بہر حال اپنے مقصد حیات کو سمجھا، جانا اور اس پر عمل کیا۔(معاون کتاب مقصد حیات مکتبۃ المدینہ)

(۵) عمامے کی فضیلت

تمہید: **ایک مسلمان** اور سرکارِ دوعالم صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سچے غلام ہونے کے ناطے لازم ہے کہ ہم اپنے نبی صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنّتوں پر مضبوطی سے عمل پیرا ہوں اور آپ صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیاری پیاری سنّتوں کو عمل کے ذریعے خوب عام کریں، کیوں کہ آپ صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے طریقوں پر عمل کرنا ہی ہمارے لیے ترقیِ درجات کا زینہ ہے

عناصر ا: عمامہ کا شرعی معنیٰ اور وجہ تسمیہ ۲: عمامہ شریف بڑی عظیم سنت ہے ۳: عمامہ شریف کی اہمیت ۴: عمامہ کے فوائد اور ترک کے نقصانات ۵: باعمامہ نماز پڑھنے کی فضیلت

اختتامیہ: آپ صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیشہ سرِ منوّر پر عمامہ شریف سجایا ہے اور اپنے غلاموں کو اس کی ترغیب بھی دلائی ہے۔ جو شخص حضور سیّدُ المرسلین صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت کا دم بھرنے والا ہو، وہ بھلا کس طرح اپنے پیارے آقا صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اس سنّت سے محبت نہیں کرے گا، اور اس پر عمل نہیں کرے گا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے پیارے محبوب صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی کامل محبت نصیب فرمائے اور اپنے محبوب صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہر سنّت پر بلا جھجک و شرم، اخلاص کے ساتھ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

(۶) جلد بازی کے نقصانات

تمہید: کسی بھی کام کے دو مرحلے (Steps) ہوتے ہیں (1): اُس کام کو کرنے کا فیصلہ کرنا اور (2) اُس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا، جلد بازی کا تعلّق اِن دونوں سے ہوتا ہے کیوں کہ جس طرح کام کو کرنے سے پہلے خوب غور و فکر نہ کرنے کی صورت میں نقصان (loss) کا اندیشہ ہے اِسی طرح کام کی تکمیل کے دوران جلد بازی سے بھی نقصان کا خطرہ ہے، اِس لیے سمجھداری یہ ہے کہ دونوں مرحلوں میں جلد بازی سے بچا جائے کیوں کہ کانٹے دار جھاڑی میں کپڑا اُلجھ جائے تو نکالنے میں جلد بازی کرنے پر چیتھڑے تو ہاتھ آ سکتے ہیں کپڑا نہیں۔

عناصر: ا: جلد بازی کی تعریف ۲: جلد بازی کے نقصانات ۳: جلد بازوں کے اقسام ۴: کیا ہم جلد باز ہیں ۵: وہ کام جن میں جلد بازی مذموم ہے ۶: وہ کام جن میں جلد بازی محمود ہے ۷: غور و فکر کے بعد کام کرنے کے فوائد

اختتامیہ: لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہر کام کو اس کے شرعی تقاضے کے مطابق کریں کیوں کہ جو اسلامی بھائی جلد باز ہو، بُردبار اور متحمل مزاج نہ ہو تو وہ کسی کام میں توقّف، تحمل، بُردباری، ضروری غور و فکر سے کام نہیں لے گا بلکہ ہر کام کی اَنجام دِہی میں جلد بازی کا اِرتکاب کرے گا اور لغزش کھائے گا اور

نقصان اٹھائے گا۔ اگر نقصان صِرف دُنیاوی ہو تو کسی حد تک قابلِ برداشت ہو سکتا ہے لیکن اُخروی نقصان سہنے کی ہمت ہم ناتوانوں میں کہاں! کیونکہ دنیا کا نقصان دنیا ہی میں رہ جائے گا جبکہ اُخروی نقصان جہنم کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں جلا سکتا ہے۔ (معاون کتاب تکلیف نہ دیجیے مکتبۃ المدینہ)

(۷) تکبر

تمہید: تکبُّر کے باعث شیطان کو اپنے اِیمان سے ہاتھ دھونا پڑا! شیطان جس کا نام پہلے عزازِیل تھا، اِبتدا ہی سے سرکش و نافرمان نہ تھا بلکہ اُس نے ہزاروں سال عبادت کی، جنت کا خزانچی رہا، یہ جِن تھا مگر اپنی عبادت و رِیاضت اور عِلمیّت کے سبب مُعَلِّمُ الْمَلَکُوت یعنی فرشتوں کا اُستاذ بن گیا اور اس قدر مقرّب تھا کہ بارگاہِ خداوندی میں ملائکہ کے پہلو بہ پہلو حاضر ہوتا تھا۔ مگر چند گھڑیوں کے تکبُّر نے اُسے کہیں کا نہ چھوڑا! حکمِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کی وجہ سے اُس کی برسوں کی عبادتیں اَکارت (یعنی بے کار) اور ہزاروں سال کی رِیاضتیں پامال ہوگئیں، ذِلّت و رُسوائی اُس کا مقدّر بنی، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے لعنت کا طوق اُس کے گلے پڑ گیا اور وہ جہنَّم کے دائمی (یعنی ہمیشہ ہمیشہ کے عذاب کا مُستحق ٹھہرا۔

عناصر: ۱: تکبر کسے کہتے ہیں۔ ۲: تکبر کی اقسام ۳: تکبر کے دنیوی اور اخروی نقصانات ۴: تکبر کا علاج

اختتامیہ: گناہوں کے عِلاج میں ہماری ذرا سی غفلت طویل پریشانی کا سبب بن سکتی ہے کہ نہ جانے کب موت ہمیں دُنیا کی رونقوں سے اٹھا کر ویران قبر کی تنہائیوں میں پہنچا دے، جہاں نہ صرف گُھپ اندھیرا بلکہ وحشت کا بسیرا بھی ہوگا، کوئی مُونس نہ کوئی ہمدرد! اگر تکبُّر اور دیگر گناہوں کے سبب ہمیں عذابِ قبر میں مبتلا کر دیا گیا، آگ بھڑکا دی گئی، سانپ اور بچھو ہم سے لپٹ گئے، ہمیں مارا پیٹا گیا تو کیا کریں گے! کس سے فریاد کریں گے! کون ہمیں چھڑانے آئے گا! آج موقع ہے کہ تکبُّر سمیت اپنے تمام گناہوں سے سچی توبہ کرکے اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کو منا لیجیے۔

کرلے توبہ رب کی رحمت ہے بڑی
قبر میں ورنہ سزا ہوگی کڑی
(معاون رسالہ تکبر مکتبۃ المدینہ)

(۸)ہفتہ وار اجتماع

تمہید:دِینی اجتماعات میں شرکت ہمارے بزرگوں کا طریقہ ہی نہیں رہا بلکہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بھی ثابت ہے کہ جب بھی آپ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کسی اَہم بات کا اِعلان فرمانا چاہتے یا صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو کسی خاص مَوْقع پر کچھ مَدَنی پھول اِرشاد فرمانا چاہتے تو انہیں مَسْجِدِ نبوی میں جَمْع ہونے کا حُکْم اِرشاد فرماتے

عناصر:۱:ہفتہ وار اجتماع کیا ہے؟۲:ہفتہ وار اجتماع میں کیا ہوتا ہے؟۳:ہفتہ وار اجتماع کی برکات

اختتامیہ:ہفتہ وار اجتماع تھوڑے وقت میں زیادہ لوگوں تک نیکی کی دعوت پہونچانے کا آسان ذریعہ ہے اس لیے ہمیں نہ صرف خود اجتماع میں شرکت کرنی چاہیے بلکہ کوشش کرکے دوسرے اسلامی بھائیوں کو بھی اس میں شرکت کی دعوت دینا چاہیے۔(معاون رسالہ ہفتہ وار اجتماع)

(۹)چوک درس

تمہید:ابتدائے اِسْلَام میں جب صَدائے حَق بُلَند کرنے کو جُرْم سمجھا جاتا تھا تو بھی سرورِ کائنات، فَخْرِ مَوجُودات صَلَّی اللّٰہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نہ صرف ہر ہر فرد تک نیکی کی دَعْوت کے پیغام کو پہنچایا بلکہ کئی مواقع پر مُخْتَلِف قبائل کے جَمْع ہونے والے چیدہ چیدہ لوگوں کو بھی راہِ حق اپنانے کا دَرْس دیا۔

عناصر:۱:چوک درس کیا ہے؟۲:درس دینے کے فضائل ۳:چوک درس کے فوائد

اختتامیہ:بد قِسمتی کے ساتھ مسلمانوں کی غالِب اَکْثَرِیَّت مَسْجِد میں نہیں آتی،چوک دَرْس سے فکری، عملی اور دینی ہر اعتبار سے تربیت ہوتی ہے اس لیے جب ان تک نیکی کی دَعْوت پہنچتی ہے تو عمل کی طرف سبقت لے جاتے ہیں، نتیجے کے طور پر مسجدیں آباد ہونے لگتی ہیں۔

ہو جائیں مولا مسجدیں آباد سب کی سب
کو نمازی دے بنا یا ربِّ مُصطفٰے (معاون رسالہ چوک درس مکتبۃ المدینہ)

(۱۰)مدنی قافلہ

تمہید:عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک دعوت اسلامی بزرگوں کی سیرت پر چلتے ہوئے دنیا بھر میں نیکی کی دعوت کو عام کرنے اور اپنے پیارے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی دکھیاری امت کو سنتوں کا پیکر بنانے کا عزم رکھتی ہے ۔امیر اہل سنت، بانی دعوت اسلامی نے دنیا بھر کے عاشقان رسول کو کتنا پیارا مدنی مقصد عطا فرمایا ہے: مجھے اپنی اور

ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ان شاءاللہ عزوجل۔اس مدنی مقصد میں ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے امیر اہل سنت دامت برکاتھم العالیہ نے جو طریقہ بتایا ہے وہ یہ ہے کہ مدنی قافلوں میں سفر کرکے دنیا بھر میں نیکی کی دعوت عام کرنے کے علاوہ مساجد کو بھی آباد کیا جائے۔

عناصر ا:مدنی قافلہ کیا ہے؟ ۲:راہ خدا میں سفر کے فضائل ۳:راہ خدا میں سفر کے مقاصد اور اہمیت ۴:راہ خدا میں صحابہ اور بزرگان دین کے سفر

اختتامیہ:مدنی قافلہ اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کا بہت بڑا ذریعہ ہے،عاشقان رسول کے مدنی قافلوں کی برکت سے عقائد کی ہی اصلاح نہیں ہوتی بلکہ شرکائے مدنی قافلہ کو وضو،غسل اور نماز وغیرہ کے مسائل اور بے شمار سنتیں و آداب سیکھنے کا موقع بھی ملتا ہے اس لیے ہمیں ہر ماہ مدنی قافلے میں سفر کو اپنا معمول بنانا چاہیے۔

(۱) دعوت اسلامی کا تعارف

ا:دعوت اسلامی کی ضرورت ۲:دعوت اسلامی کا آغاز ۳:دعوت اسلامی کے مقاصد ۴:شعبے اور خدمات

(۱۲) ریاکاری

ا:ریا کی تعریف ۲:اخلاص کی اہمیت ۳:ریاکاری کے نقصانات ۴:بزرگان دین کے ریاکاری سے بچنے کے واقعات ۵:ریا کے اسباب ۶:ریاکاری کا علاج

(۱۳) حسن اخلاق

1:اچھے اخلاق کیا ہیں؟ 2:حسن اخلاق پر آیات و احادیث 3:کوئی ایک واقعہ 4:انسان کے بد خلق ہونے کے نقصانات

(۱۴) تعارف امیر اہل سنت

ا:امیر اہل سنت کی پیدائش اور بچپن ۲:اتباع سنت کا جزبہ ۳:امت کی خیر خواہی ۴:دینی خدمات ۵:تصنیفات اور بیانات

(۱۵) صفائی

۱: اسلام میں صفائی کی اہمیت ۲: گندگی پسند افراد ۳: صفائی پسند افراد ۴: صفائی کے فوائد ۵: مدرسہ اور محلے کی صفائی میں ہمارا کردار۔

مضمون نویسی میں مہارت حاصل کرنے کے لیے چند چیزوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

۱: لکھنے کا مقصد

لکھنے سے پہلے آپ کو لکھنے کا مقصد واضح ہونا چاہیے کہ آپ کیوں لکھ رہے ہیں؟ لکھنے کے کئی ایک مقاصد ہوسکتے ہیں، لیکن لکھنے کا ارفع ترین مقصد یہ ہے کہ اپنے خیالات، مشاہدات، علم اور تجربے کو الفاظ اور جملوں میں ڈھال کر ایسی تحریر پیش کی جائے جس سے قاری کا عمل بہتری کی طرف گامزن ہو۔ اگر تحریر پڑھ کر قاری میں کسی اچھے عمل کی تحریک جنم نہیں لیتی تو یقین کیجیے کہ مضمون نویس کا لکھنا، ناشر کا شائع کرنا اور قاری کا پڑھنا رائیگاں چلا جائے گا۔ البتہ اگر آپ یہ مقصد سامنے رکھ کر تحریر لکھ رہے ہیں تو لکھنے کے دیگر ادنیٰ مقاصد خود بخود حاصل ہوجائیں گے۔

۲: واضح مرکزی خیال

لکھنے سے پہلے ذہن میں تحریر کا مرکزی خیال بالکل واضح ہونا چاہیے کہ وہ قاری کو کیا کہنا چاہتا ہے۔ اگر مضمون نویس اس حوالے سے خود تذبذب کا شکار ہے اور بس تحریر نام کی کوئی چیز اپنے قلم سے کسی نہ کسی صورت نکالنا چاہتا ہے تو ایک متاثر کن تحریر ہرگز وجود میں نہیں آسکتی بلکہ ایسی صورت میں لکھتے وقت وہ مختلف سمتوں میں بھٹکتا پھرے گا اور ضروری نہیں کہ قاری بھی اس کے ساتھ تحریر کے آخر تک رہے۔

مرکزی خیال تحریر کا وہ بنیادی نقطہ ہوتا ہے جس کے قاری کا ہاتھ پکڑ کر طواف کروانا ہوتا ہے اور تحریر کی کامیابی یہ ہے کہ تحریر پڑھنے کے بعد قاری بھی بالکل وہی سوچنا شروع کردے، جو لکھنے والا کہنا چاہ رہا تھا، اور یہ مقصد ایک مضبوط اور واضح مرکزی خیال کے بغیر حاصل ہونا کسی صورت ممکن نہیں۔

۳: مرکزی خیال کا ماخذ

لکھنے والے کی حساسیت میں مرکزی خیال کا ماخذ پوشیدہ ہوتا ہے۔ اگر وہ حساس طبع ہے تو دورانِ مطالعہ اور اپنے اردگرد مشاہدے کے دوران اسے بے شمار ایسے موضوعات ملیں گے جن پر لکھ کر آگاہی دی جاسکتی ہے اور اصلاحِ معاشرہ میں اپنا حصہ شامل کیا جاسکتا ہے۔

ایک حساس مضمون نویس کے پاس مرکزی خیالات کی کمی نہیں ہوتی۔ اسے انسانی چہروں سے موضوعات مل جاتے ہیں، وہ لوگوں کی کہانیوں سے سلگتے ہوئے خیالات کشید کرلیتا ہے، اسے راہ چلتے، فٹ پاتھ یا کسی بازار سے کہانیاں مل جاتی ہیں۔ سینے میں درد محسوس کرنے والا دل موجود ہو تو موضوعات اور مرکزی خیال چوکھٹ پر اپنی باری کے انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں۔

۴: مرکزی خیال کا انتخاب

اگر آپ کے پاس موضوعات کا انبار لگا ہے تو ان میں سے ایک موزوں مرکزی خیال کا انتخاب کرنا بہت اہمیت کا حامل ہے۔ واضح رہے کہ مرکزی خیال کا منفرد ہونا ہی کافی نہیں بلکہ اسے ٹھوس اور اتنا اہم بھی ہونا چاہیے کہ ایک تحریر اس پر صرف کی جا سکے۔

۵: عنوان اور مواد کی تیاری

مضمون لکھنے کے پہلے مرحلے میں عنوان کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ اس بات کو یقینی بنائیں کہ آپ جس عنوان پر مضمون لکھنے جا رہے ہیں وہ بہترین اور دلچسپ ہے۔ اس حوالے سے اساتذہ، دوست احباب کی رائے حاصل کی جا سکتی ہے۔ اگلا مرحلہ تحقیق کا ہے، جس کے متعلق تعلیمی ماہرین کا کہنا ہے کہ کسی بھی عنوان پر لکھنے سے قبل اس عنوان پر پہلے سے موجود کم از کم 10 مضامین لازمی پڑھیں، تاکہ آپ اپنی تحریر میں پختگی لا سکیں۔ مواد کے ذرائع کتابیں، خبارات، میگزین، ریسرچ ورک، مختلف تنظیموں یا ذرائع کی جانب سے جاری رپورٹس اور انٹرنیٹ پر موجود آڈیو یا ویڈیوز ہو سکتے ہیں۔

۶: حرفِ آغاز

پہلا پیراگراف اچھا ہو تو قاری کے پاؤں میں زنجیر باندھ دیتا ہے، جس کے بعد قاری کو ساتھ لے کر چلنا سہل ہو جاتا ہے لہٰذا تحریر کی ابتدا ایسے الفاظ اور اتنے دلکش اسلوب سے ہونی چاہیے کہ قاری کو پچھتاوا نہ ہو۔ پہلے پیراگراف کی ترکیب مرکزی خیال سے ہٹ کر بھی ہو سکتی ہے لیکن اس کا بالواسطہ تعلق موضوع سے ضرور ہونا چاہیے۔

۷: منطقی ترتیب

دورانِ تحریر خیالات، حالات اور واقعات ایک منطقی ترتیب سے اس طرح پیش کریں کہ ہر پیراگراف سے قاری کی معلومات میں سلسلہ وار اضافہ ہو اور وہ اگلے سے اگلا پیراگراف پڑھنے پر مجبور ہوتا چلا جائے۔ بے ڈھنگی ترتیب قاری کو الجھا سکتی ہے اور وہ بیچ راہ میں دل چسپی کھو دے گا۔ پیش کردہ مواد کی ایک منظم ترتیب ہی اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ قاری تحریر کے آخر تک دلچسپی برقرار رکھے گا۔

۸: مقصدیت

تحریر کی مقصدیت دو حصوں پر مشتمل ہے:اول یہ کہ قاری کچھ حاصل کر رہا ہے یا نہیں؟ دوم یہ کہ قاری کسی نتیجے پر پہنچ رہا ہے یا نہیں؟

بہترین معلومات فراہم کیجیے، تاکہ قاری تحریر سے کچھ حاصل کرے اور معلومات کو اس طرح منظم کریں کہ پیش کردہ معلومات کی بنیاد پر وہ باآسانی کوئی نتیجہ بھی اخذ کر سکے۔اگر آپ نے معلومات کو تحریر میں کبوتروں کے دانے کی طرح بکھیر دیا تو قاری چند دانے چُگ کر اڑان بھر لے گا۔

۹:صحتِ مواد

پیش کردہ معلومات،واقعات یا حوالہ جات میں غلطی نہ صرف قاری پر حد درجہ بُرا اثر ڈالتی ہے بلکہ مقالہ نگار کے بارے میں غیر ذمہ دار اور بددیانت ہونے کا تاثر بھی پیدا کرتی ہے۔اسی طرح ہجے، املا یا عبارت کی غلطی لکھاری کے کم علم ہونے کی دلیل مانی جاتی ہے لہٰذا مصدقہ و مستند معلومات کو درست الفاظ اور معیاری جملوں میں بیان کریں۔

۱۰:سادگی بیان

قاری کے لیے حرفِ آغاز سے حرفِ آخر تک تفہیم کا راستہ کیسا ہو گا، یہ مضمون نویس کے قلم پر منحصر ہے۔اگر آپ نے اس کے راستے میں ڈکشنری زدہ دقیق الفاظ کے روڑے اٹکا دیے، طویل پیچیدہ جملوں کی سرنگیں بچھا دیں، غیر ضروری شماریاتی ڈیٹا (statistical data)کی بھول بھلیاں تعمیر کر دیں اور اسے الفاظ و مفہوم کی تکرار میں الجھا دیا تو یقین کیجیے کہ آپ کے لکھنے کا مقصد فوت ہو گیا۔

سادہ الفاظ سے بنے ہوئے چھوٹے اور بامعنی جملے استعمال کریں جن سے مفہوم خود بخود چھلکتا جائے۔اگر آپ کا مقصد قاری کو کچھ دینا ہے تو اسے کیش دیجیے یعنی آسانی سے،سادگی سے،فوراً،جس حال میں وہ ہے،اسی حال میں اسے دے دیجیے لیکن اگر آپ قاری کو مرعوب کرنا چاہتے ہیں تو پھر وہ اوپر بیان کردہ رکاوٹوں میں الجھ کر رہ جائے گا اور ضروری نہیں کہ اس کے بعد وہ آپ سے مرعوب بھی ہو،بلکہ اسے آپ سے الرجی بھی ہو سکتی ہے۔

۱۱:اختصار

تحریر کی خوب صورتی اس کا مختصر ہونا ہے۔طویل تحریریں قارئین میں اکتاہٹ پیدا کرتی ہیں اور وہ دل جمعی سے اس کا مطالعہ نہیں کر پاتے۔موجودہ تیز رفتار زندگی میں مختصر نویسی کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی ہے۔ تحریر میں نہ بلا ضرورت اطناب ہو اور نہ اس قدر اختصار کہ قاری کو بات ہی سمجھ میں نہ آئے۔لیکن مضمون کی مناسبت سے اس میں اونچ نیچ ہو سکتی ہے۔ بعض موضوعات واقعی طوالت کے متقاضی ہوتے ہیں جن میں قاری کی دل چسپی برقرار رکھنا لکھاری کی مہارت کا امتحان ہوتا ہے لیکن اس سے بھی مشکل کام یہ ہے کہ اسی مفہوم کو کم الفاظ میں بیان کر دیا جائے جس کے لیے جملوں کی ترکیب بدلنا پڑتی ہے، حتٰی کہ بسا اوقات ساری تحریر کا ڈھانچہ ہی

بدلنا پڑسکتا ہے۔ اگر آپ بڑے بڑے مفہوم اختصار سے بیان کرنے میں مہارت حاصل کرلیں تو سمجھ لیں کہ آپ کالم نگاری میں ایک قدم آگے بڑھ گئے ہیں۔

۱۲: حرفِ آخر

تحریر کا آخری پیراگراف پہلے پیراگراف سے بھی زیادہ اہم ہوتا ہے۔ پہلا پیراگراف تو قاری کو آپ کا بقیہ مضمون پڑھنے کی ترغیب دیتا ہے، لیکن آخری پیراگراف سے قاری کو نہ صرف آپ کے اگلے مضمون کا انتظار رہے گا بلکہ یہ قاری کو زیرِ نظر تحریر سے متعلق فیڈبیک دینے پر بھی مجبور کردے گا۔ لٰہذا آخری پیراگراف میں مرکزی خیال کو پوری طاقت اور نہایت اختصار کے ساتھ اس طرح پیش کریں کہ قاری نہ صرف اپنی سوچ کا دھارا تبدیل کرے بلکہ اس میں اپنی عمل کو ڈھالنے کی تحریک بھی پیدا ہو۔

۱۳: ذخیرہِ الفاظ میں اضافہ کریں۔

جذبے اور مشق کے ساتھ ساتھ آپ کے پاس الفاظ کا مناسب ذخیرہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ اگر آپ کے پاس مناسب الفاظ نہیں ہیں تو عین ممکن ہے کہ آپ تحریر کے بیچ میں پھنس جائیں یا پھر غیر موزوں الفاظ کا استعمال کرکے ساری تحریر کا مفہوم ہی بدل دیں۔ روزمرّہ استعمال کی زبان میں لکھنا اسی لیے آسان ہوتا ہے کہ آپ کے پاس ہر طرح کے الفاظ ہوتے ہیں اور آپ کو زیادہ مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑھتا۔ لیکن اگر آپ کسی دوسری زبان مثال کے طور پر انگریزی میں۔

۱۴: اسلوب تحریر پر توجہ دیں۔

اگر آپ نے مضمون نگاروں، کالم نویسوں، انشا پردازوں اور مزاح نگاروں کی کلاسک اردو تحریروں کو پڑھا ہوگا تو آپ جانتے ہوں گے کہ ہر ایک قلم کار کا اندازِ نگارش جداگانہ رہا ہے اور ہر نیا ادیب پرانی معلومات کو اسلوب کے نئے پیراہن میں ڈھالتا ہے۔ اس لیے کسی بھی مضمون کو پڑھتے وقت مضمون نویس کے اندازِ تحریر پر دھیان دیں کہ انہوں نے بات کیسے شروع کی ہے۔ تحریر کی گہرائی محسوس کرنے کے لیے آپ کو گہرے مطالعے کی ضرورت ہوگی۔ کتاب کو اپنا رفیق کامرانی جانیے پھر دیکھیے لفظوں کے سفید پرندے کیسے اڑاڑ کر فضا کو پاکیزگی سے روشن کرتے ہیں۔

۱۵: کثرت سے مطالعہ کیجیے:

جس موضوع پر لکھنا ہو اس پر جتنا زیادہ سے زیادہ مطالعہ کرسکتے ہوں، اس میں دریغ نہ کیجیے۔ یہ تحقیق کا پہلا اور بنیادی اصول ہے۔ جدید اصطلاح میں اسے لٹریچر سروے (Literature Survey) کہا جاتا ہے۔ اس معاملے میں عموماً بہت کوتاہی پائی جاتی ہے۔ ایسے لکھنے والے بہت ہیں جو ایک مضمون پڑھ کر دوسرا مضمون لکھ ڈالتے ہیں، ایک کتاب کے چند صفحات پڑھ کر ان کا مقالہ تیار ہو جاتا ہے۔ ایسے لکھنے والے بھی بہت ہیں جو انٹرنیٹ پر بکھری ہوئی منتشر معلومات کی روشنی میں اپنے مضامین لکھ ڈالتے ہیں، لیکن علمی دنیا میں ان تحریروں کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔

۱۶: لکھنے سے پہلے خاکہ بنائیے:

مطالعہ مکمل کرنے کے بعد بغیر سوچے سمجھے بلا ترتیب لکھنے کا آغاز نہیں کر دینا چاہیے، بلکہ جو کچھ لکھنا ہے اس کا خاکہ نکات کی شکل میں ایک کاغذ پر نوٹ کرنا چاہیے۔کیا بات مقالے کی ابتدا میں لکھنی ہے؟ کس چیز کا تذکرہ اس کے بعد کرنا ہے؟ کس بات پر مقالے کا خاتمہ کرنا ہے؟ اس میں کن کن واقعات کا تذکرہ کرنا ہے؟ کچھ چیزوں کا حوالہ دینا ہو تو پہلے حوالے فراہم کر لیجیے اور ان کے اقتباسات نقل کر لیجیے۔خلاصہ یہ کہ مقالہ لکھنے سے پہلے اس کے تمام بنیادی نکات ایک کاغذ پر نوٹ کر لینا چاہیے۔کچھ لوگ لکھنے بیٹھتے ہیں تو برجستہ لکھتے چلے جاتے ہیں یہ طریقہ درست نہیں ہے۔

اس کا امکان ہے کہ مقالہ لکھنے کے دوران ہمیں اپنی ترتیب پر نظر ثانی کی ضرورت محسوس ہو۔پہلے ہم نے جو بات مقالے کی ابتدا میں لکھنے کا ارادہ کیا تھا، اسے بعد میں بیان کرنا زیادہ مناسب معلوم ہو اور جسے بعد میں لکھنے کا ارادہ کیا تھا اسے پہلے ذکر کرنا زیادہ موزوں لگے۔ ترتیب بدلنے میں کوئی قباحت نہیں ہے، لیکن اپنے افکار کو مرتب کیے بغیر لکھنے کا آغاز کر دینا صحیح نہیں ہے۔

۱۷: اپنی تحریر کے خود ناقد بنیے:

مقالہ لکھنے کے بعد اسے بار بار پڑھیے، زبان و بیان اور اسلوب کی اصلاح کیجیے، مذکر، مؤنث واحد، جمع، مبتدا، خبر وغیرہ درست کیجئے، لسانی اعتبار سے اسے معیاری بنائیے، تعبیرات پر غور کیجیے۔ یہ دیکھیے کہ مثبت بات کو اگر استفہامی انداز میں لکھا جائے تو کیسا رہے گا؟ کیا تشبیہات و استعارات کو استعمال کرنے سے تحریر میں خوب صورتی پیدا ہو جائے گی؟ جملے چھوٹے لکھیے، کوئی جملہ بڑا ہو گیا ہو تو اسے کئی چھوٹے چھوٹے جملوں میں تقسیم کیجیے۔

خلاصہ یہ کہ اپنی تحریر کے خود ناقد بنیے۔ یہ نہ سوچیے کہ: مستند ہے میرا فرمایا ہوا۔ جو شخص اپنی تحریر پر جتنا زیادہ تنقیدی اعتبار سے نگاہ ڈالے گا اور جتنی بے دردی سے اس کی کاٹ چھانٹ کرے گا اتنی ہی اس کی تحریر زیادہ مرتّب اور معیاری ہو گی۔ آپ دیکھتے نہیں کہ خودرو پودے میں جب مالی کاٹ چھانٹ کرتا ہے تو اس میں بلا کا حُسن پیدا ہو جاتا ہے۔

۱۶: پروف ریڈنگ

مضمون لکھنے کے بعد آخری مرحلہ اس کو پڑھنے کا ہے۔ قاری کے پڑھنے سے قبل آپ اسے ایک بار خود پڑھیں۔ مضمون میں جملوں کی ترتیب، ربط، حروف تہجی اور دیگر چیزوں کا بغور مطالعہ کریں۔ اس دوران آپ کو جہاں بھی کچھ بے ترتیبی یا بے ربطگی محسوس ہو، اسے ایڈیٹنگ اور پروفنگ کے ذریعے دور کر دیں۔ بعض مضامین پروفنگ اور ایڈیٹنگ کی خامیوں کے سبب اپنا پیغام قاری تک درست انداز میں نہیں پہنچا پاتے، لہٰذا ضروری ہے کہ آپ اپنے مضمون کی اشاعت سے قبل اس میں موجود خامیوں پر ایک نظر ڈالیں۔